

قرآن و حدیث سے ماخوذ دعاؤں کا قیمتی مجموعہ

# منتخب دعائیں

## منتخب دُعَائِیں

قرآن و حدیث سے ماخوذ دعاؤں کا قیمتی مجموعہ

مرتب  
مولانا محمد عبدالرحمن صاحب دہلوی  
استاذ حدیث و تفسیر و ناظم اول مجلس علم حیدر آباد  
خلیفہ مجاز حضرت محی الدین مولانا شاہ ابوالفتح صاحب دامت برکاتہم

:- فاشد :-

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی

مرتب  
مولانا محمد عبدالرحمن استاذ حدیث و تفسیر  
(خلیفہ مجاز حضرت محی الدین مولانا شاہ ابوالفتح صاحب دامت برکاتہم)  
حال مقیم جدہ سعودی عرب فون: ۶۸۹۶۰۵۹

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی

## فہرستِ عنوانات

۴	پیش لفظ	مولانا محمد رضوان القاسمی
۱۲	عرضِ مؤلف	
۲۹	تعوذ	
۳۶	معوذتین	
۴۲	سورۃ الفلق	
۵۰	سورۃ الناس	
۵۵	آیتہ الکرسی	
۶۲	وقع شیاطین کا ایک اور طریقہ	
۶۳	اندرونِ خانہ اور بیرونِ خانہ	
۶۵	گھر سے نکلنے کے وقت کی دعا	
۶۶	گھر میں داخل ہونے کے وقت کی دعا	
۶۷	غضب اور طیش کے وقت	
۶۸	ایک عظیم ضمانت	
۶۹	دعا ذوالنون	
۷۰	صلوۃ استخارہ	
۷۱	یادداشت	
۷۲	سورۃ احلاس	
۷۳	سید الاستغفار	

## یاسمہ تعالیٰ

کتاب :- منتخب دعائیں

مؤلف :- مولانا عبد الرحمن صاحب حیدر آبادی

کتابت :- محمد اختر حسین

طباعت :- ربانی انٹرپرائز لال کھنواں دہلی لا فون :- ۲۳۰۱۱۸ - ۳۵۵۷۸۲۰

سن اشاعت :- جنوری 2004

احتمال :- ربانی برادران

قیمت :- 35/-

مطبوعہ کے بچے :-

(۱) ہندوستان پریس، پریس، ممبئی، کمان حیدر آباد، فون ۵۲۳۰۱۱

(۲) سر تاج ٹیلرس، سوریا کا پبلکس، تھک روڈ، حیدر آباد، فون ۲۳۱۲۹۷

(۳) ندوہ انجینیئر، ارم کاٹیج، اعظم پورہ، حیدر آباد، فون :- ۵۲۹۱۰۱

ناشر :-

ربانی بک ڈپو  
کڑیچ چاند لال کھنواں دہلی

میزانِ عدل میں گراں وزن نیکیاں

دن اور رات کی حفاظت

عظیم فریاد

کفارة المجلس

قبولیت دعا کا ایک عظیم اعلان

غریبوں کا خزانہ

ایک اور عظیم ضمانت

لا الہ الا اللہ

اہل و عیال کی حفاظت کا نبوی نسخہ

دعا رسید ناموس علیہ السلام

مصائب اور مشکلات کے وقت

دستر خوان کی بے برکتی

یا در کھئے !

عذاب قبر سے حفاظت

چالیس جامع ترین دعائیں

جامع الدعوات

دعاؤں کی قبولیت کے اوقات

دعاؤں کی قبولیت کے مقامات

۸۲

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ  
دَعْوَةُ السَّاعِ إِذَا دَعَا عَنِ فَلَيْسَ يُجِيبُ  
مُنِيبٌ مِّنْ عَنِّي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ



اوجہ آپ سے میرے بندے میرے ہاں میں دریافت  
ہوں تو آپ ان سے کہ دیجئے کہ میں تو قریب ہی ہوں دعا کرنے والے کسی  
دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے پس گو کہ چاہے کہ میرا حکم  
قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پا جائیں

سَلَامٌ

## پیش لفظ

خدا اور بندہ کے رشتہ و تعلق کی اصل بنیاد و اساس اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو قدم قدم پر محتاج رکھا ہے، آب و غذا کا محتاج، لباس و مکان کا محتاج، اپنی بقا کے لئے ہمہ دم ہوا کا محتاج، صحت جسمانی اور قوت و توانائی کا ضرورت مند، اس کا کوئی لمحہ نہیں جو احتیاج سے خالی ہو اور کوئی کام نہیں جس میں دستگیری درکار نہ ہو۔ خدا کی شان یہ ہے کہ وہ غنی مطلق ہے، بے پناہ قدرت و طاقت کا خزانہ اس کے ہاتھوں میں ہے، بڑے بڑے انقلاب اور تبدیلی کے لئے اس کا ایک ادنیٰ اور معمولی اشارہ کافی ہے، رزق، صحت و شفاء، ہدایت، حیات و موت اور انسان بلکہ کائنات کی تمام ضروریات و حاجات کی کلید اس نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ خدا کی یہ قدرت بے پناہ قدم قدم پر انسان کے عجز و ناچاری کی دستگیری کرتی ہے، اسی کا نام ”ربوبیت“ ہے، اللہ رب ہے اور بندہ ”مربوب“

ہر ضرورت مند کو داتا کے سامنے ہاتھ پھیلنا ہے، محتاج کو غنی سے سوال کرنا ہے، حاجت مند کو حاجت روا سے مانگنا ہے، یہی دعا کی روح ہے۔ قرآن مجید نے اپنی پہلی سورہ، بلکہ اپنے مقدمہ اور فاتحہ الکتاب میں ہی ایک طرف اپنی شانِ ربوبیت کا ذکر فرمایا اور دوسری طرف بتایا کہ ہمیں مدد و

اعانت کا ہاتھ صرف خدا کے سامنے دراز کرنا ہے۔ ”ایاک نستعین“ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معمولی سے معمولی چیز کی بابت بھی خدا ہی سے سوال کرو، یہاں تک کہ جو تے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کا بھی دعا کے ذریعہ و اصل انسان اللہ کے ”رب“ ہونے کا اعتراف کرتا ہے اور خود اپنی عجز و ناچاری کی کا مجسم اقرار بن جاتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اپنی شانِ رحمت سے دعا کو قبول فرماتا ہے تو اس کی شانِ بے پناہ رحمت و کرم اور جو دو عطا ظہور میں آتی ہے اور دعا قبول نہ ہو تو اس میں بندہ خدا کی شانِ استغنا کو دیکھتا ہے، خدا کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کی بلند و عظیم صفات ظاہر ہوں اور اس کی قدرت و رحمت کا تذکرہ ہو۔ دعا خدا کی ان مرضیات کو پورا کرتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ مانگنے والوں سے خوش ہوتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: لیس شیئ اکر من علی اللہ من الدعاء۔

پس، دعا اہل ایمان کے لئے سب سے بڑا ہتھیار ہے، جو اس کے ہاتھ کو خدا کے خزانہ تک پہنچاتا ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاؤں کا خاص اہتمام فرمایا ہے، سونا جاگنا، کھانا پینا، قضاء حاجت کو جانا اور آنا، سفر پر نکلنا اور واپس ہونا، ولادت و موت، صحت و بیماری، مسرت و غم باہم ملاقات، شادی بیاہ، کپڑے پہننا، صبح و شام کوئی وقت اور موقع نہیں جب آپ کوئی خاص دعا نہ پڑھتے ہوں اور جو حدیث کی کتابوں کے ذریعہ ہم تک نہ پہنچتی ہو، یہ دعائیں لمحہ لمحہ انسان کے عجز و ناچاری اور خدا کی قدرت اور شانِ ربوبیت کی یاد دلاتی اور خدا کی حمد و ثنا اور تسبیح کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور اس کو یاد دلاتی ہے کہ خدا کی جو کچھ نعمتیں حاصل رہی ہیں یہ صرف خدا ہی کے خزانہ اور اس کے حکم سے ہے۔ چنانچہ معمولی مبارک تھا کہ

عین وقت جہاد جو سپہ سالارانہ کٹہر و فر اور سپاہیانہ جوش و خروش کا وقت ہوتا ہے زبان مبارک پر یہ کلمات جاری رہتے تھے :

اللھم انت عضوی ونصیری بار الہا ! تو ہی میرا بازو ہے، تو ہی  
بلک احوول و بلک اصول و بلک مددگار ہے، تجھ ہی سے دشمن کے مقابلہ میں  
اقاتل۔

تو تیرے ہی سہارے میں دشمن کی  
صفت میں گھس گھس سکوں گا اور تیری ہی مدد کی  
(ترمذی)

امید پر میدان جنگ میں اتر رہا ہوں۔

کھانا ایک فطری ضرورت ہے، لیکن ”دعا و نبوئی“ اس وقت بھی ہمیں  
اس جانب متوجہ کرتی ہے کہ یہ جو کچھ خورد و نوش تمہیں میسر آیا ہے، یہ محض فضل  
خداوندی اور عطا ربانی ہے : الحمد لله الذی اطعمنی وسقانی وجعلنی  
من المساکین۔ قضاء حاجت ایک امر طبعی ہے اور ربطا ہر انسان کا نظام جسمانی  
خود اس کا متقاضی ہوتا ہے، لیکن مسلمان اپنی زبان و دل سے اس کو بھی اپنے  
خالق و مالک ہی کی طرف منسوب کرتا ہے کہ : الحمد لله الذی اذهب عنی  
الاذی وعافانی۔ خواب و بیداری کا تعلق بھی جسم انسانی کی معتدل کیفیت  
سے ہے، لیکن نیند چونکہ انسان کے لئے سب سے بڑھ کر سامان رحمت اور دل  
وماغ کے لئے باعث سکون ہے، اس لئے مسلمان اپنی زبان و دل سے ہر صبح  
اس اقرار و اعتراف کو دہراتا رہتا ہے کہ یہ شیریں نیند بھی اسی کی طرف سے تھی،  
اور اس کی آدمی موت اور دنیا سے بے تعلق کے بعد پھر حیات و زندگی کی واپسی  
بھی اسی کے اشارہ غیبی کی دین ہے : الحمد لله الذی احیانا بعد ما ماتنا والیہ

النشور اس لئے دعا محض زبان ہی کا عمل نہیں ہے، بلکہ ایمان و عقیدے سے بھی اس کا  
گہرا رشتہ ہے، وہ اللہ پر ایمان کو مضبوط کرتا ہے، خدا ہی کی ذات سے نفع و نقصان

یقین کو تقویت پہنچاتا ہے اور خدا کی توحید کا مکرر و مؤکد اعلان و اظہار اور  
اعتراف و اقرار ہے۔ اسی لئے آپ نے دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے : ”الدعاء  
منح العبادۃ“ کہ خدا کی بندگی کا بھی اصل منشاء و مقصود یہی ہے کہ خدا کی قوت اور  
اپنی ناطقہ قوتی کا یقین دل میں گھر کرنا جائے۔

ظاہر ہے کہ جب ”دعا“ بجائے خود عبادت بلکہ روح عبادت اور حاصل  
عبادت ہے، تو کیونکر ممکن تھا کہ آپ اس کے طریقے اور آداب مقرر نہیں فرماتے۔  
چنانچہ جہاں آپ نے تفصیل کے ساتھ دعا کے فضائل بیان فرمائے، وہیں اس  
پہلو پر بھی روشنی ڈالی اور دعا کے لئے مطلوبہ ظاہری اور باطنی کیفیات کو وضاحت  
سے بیان فرما دیا کہ دعا کے وقت قلب کی کیا کیفیت ہونی چاہئے؟ بندہ خدا کے  
سامنے کس طور و سواں کے ہاتھ اٹھائے؟ ہاتھ کس طرح چہرہ پر پھیرا جائے؟  
کیا الفاظ ہوں؟ کیا اوقات و مقامات ہیں جہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟  
کن لوگوں کی دعا انسان کے حق میں زیادہ مقبول و مستجاب ہے؟ خاص خاص  
مواقع پر کی جانے والی دعائیں اور خاص خاص کلمات و حاجات کے ساتھ  
آپ سے منقول جامع و اثر انگیز دعائیں۔ احادیث شریفہ ان تمام  
امور کی بابت ناطق و گویا ہیں اور ہمیں روشنی عطا کرتی ہیں۔

موضوع کی اسی اہمیت اور عظمت و شان کے باعث سلف صالحین نے  
اس پر مستقل کتابیں تالیف فرمائیں، جن میں ”الحصن الحصین“ اور ”الحرب الا عظم“  
خصوصیت سے مقبول و مشہور ہوئیں۔ اردو زبان میں بھی ماثور و مسنون دعاؤں  
کے کئی مجموعے طبع ہو چکے ہیں۔ تاہم اب بھی ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی، جو  
تفصیل سے دعا کی حقیقت اور اس کے فلسفہ و بنیادی فکر کو سمجھائے، دعا کے آداب  
اور طریقے پر روشنی ڈالے، قرآن و حدیث کی جامع دعاؤں کو پیش کرے اور یہ

سب کچھ کتاب و سنت کی روشنی میں اور مستند و مقبول مآخذ کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہو۔ بھلا اللہ ہمارے بزرگ دوست حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کی اس کتاب نے بڑی حد تک انہیں اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کام کو پورا کر دیا ہے۔ مولانا نے دعا کی حقیقت، اس کی اہمیت و فضیلت پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے، کتاب و سنت کی جامع و اثر انگیز دعاؤں کا عطر بھی کشید کیا ہے، آداب دعا کی طرف بھی احادیث کی روشنی میں اشارات کئے ہیں اور ہر بات مستند حوالوں سے کہی گئی ہے، رطب و یابس کو جمع کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مؤلف حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب ان علماء حقانی میں ہیں جن کو ماضی قریب کے اکثر بزرگوں سے نیاز حاصل رہا ہے، وہ طویل عرصہ تک جنوبی ہند کی معروف درس گاہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں تفسیر و حدیث کے مقبول استاذ رہے ہیں، عرصہ تک حیدرآباد میں اپنے خطبات جمعہ کے ذریعہ ہندوگان خدا کی اصلاح کرتے رہے ہیں، آندھرا پردیش میں آپ نے علماء حق کی ایک تنظیم ”مجلس علمیہ“ کی اپنے بعض رفقاء کے ساتھ بنیاد رکھی اور اس کے ناظم اوّل منتخب ہوئے، حق گوئی اور اس میں جرأت و بیباکی کے باعث ایتلاؤں اور آزمائشوں سے بھی گزرے ہیں اور اب اس وقت جد (سعودیہ عربیہ) کی ایک مسجد ”الہدیٰ“ میں امامت و خطابت اور درس قرآن کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

متعدد کتابیں آپ کے قلم کی رہیں منت ہیں، جو شوق کے ہاتھوں لی گئیں اور قدر کی نگاہوں سے پڑھی گئیں، ان میں قرآنی قصص و واقعات پر ہدایت کے چراغ بطور خاص قابل ذکر ہے، جو ڈیڑھ ہزار صفحات سے زیادہ پر مشتمل ہے۔ امید کہ مولانا کی یہ اہم تالیف بھی عند اللہ و عند الناس درجہ قبول

حاصل کرے گی اور ان کا قلم کسی تعب و تھکن سے آشنا ہوئے بغیر ہمیشہ رواں دواں رہے گا۔ بقول استاذ ذوق

رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوق  
اولاد سے تو بس یہی واپشت چار پشت

دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد نے بھلا اللہ کئی اہم کتابیں شائع کی ہیں، اس کے سلسلہ اشاعت میں مولانا کی یہ قابل قدر کتاب خوش گوار اضافہ ہے۔ ادارہ مولانا موصوف کا شکر گزار ہے کہ انہوں نے اپنی اس قیمتی کتاب کی طباعت کا موقع عنایت فرمایا اور طباعت کے سلسلہ میں مخلصانہ تعاون سے بھی سرفراز فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب اور صاحب کتاب کے نفع کو عام و تمام فرمائے اور جو ادارہ اس کی نشر و اشاعت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو رہا ہے اس کو بھی ہمہ جہتی ترقیات سے نوازے۔

واللہ المستعان

\*\*\*

محمد رضوان القاسمی

ناظم دارالعلوم سبیل السلام و مرکز دعوت و تحقیق

حیدرآباد

۲۱ شعبان ۱۴۱۵ھ

مطابق: ۲۳ جنوری ۱۹۹۵ء

دوشنبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## عرض مولفہ

دُعا عبادت کا مغز، مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور زمین و آسمان کا نور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دُعا کے سوا اور کوئی عمل تقدیر کے فیصلے کو روک نہیں سکتا۔ (ترمذی)

آسمان سے بلا اور مصیبت نازل ہونے کے قریب ہوتی ہے ایسے وقت مسلمان کی دُعا اس سے جائگراتی ہے اور پھر قیامت تک دونوں میں کشمکش جاری ہو جاتی ہے (یعنی، انسان اپنی دُعا کی بدولت اُس مصیبت سے محفوظ ہو جاتا ہے) (طبرانی - حاکم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں دُعاؤں کا جواہر نامہ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سر اپنا دُعا تھے، حیات طیبہ کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں آپ نے دُعا نہ فرمائی ہو۔

محدثین کرام نے ایسی تمام دُعاؤں کو جمع کر نیک اہتمام کیا تو کئی کئی کتابیں اس سلسلے میں مرتب ہو گئیں اور دُعاؤں کا یہ عظیم ذخیرہ نقل و نقل ہوتا ہوا ہمارے ہاتھوں پہنچ گیا۔ فَلَقْنَا الْحَدِيثَ يَارَبَّنَا دُعاؤں کے اس ذخیرے میں دُنیا اور آخرت کا کوئی ایسا خیر نہیں جو طلب نہ کیا گیا ہو۔ اسی طرح ایسا کوئی شر نہیں جس سے پناہ طلب

نہ کی گئی ہو۔

یہ آپ کا احسان و کرم تھا جس نے انسانیت کو اپنے رب کا مانگنے کا راستہ فراہم کر دیا۔

نَصَلَوْتُ رَبِّي وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

دُعا کرنے کی توفیق اور اس کی حقیقت جن حضرات پر منکشف ہو گئی اُن کے لئے کوئی مشکل، مشکل نہیں رہی وہ ہر معاملہ میں کامیاب رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے رب سے جو کچھ بھی مانگا پا لیا۔

عام طور پر یہ سنا جاتا ہے کہ فلاں شخص بلاؤں، مصیبتوں اور بیماریوں میں گھرا ہو ہے نجات کی کوئی صورت نہیں، ایک بیماری سے نجات پائی تو دوسری لگ گئی۔ ایک مصیبت دور ہوئی دوسری نے اسکی جگہ لے لی، آزمائشوں اور بلاؤں کا ہجوم ہے۔ علاج و معالجہ کے تمام اسباب ناکام ہو گئے ہیں، ہر تدبیر اٹھی پڑ گئی۔ رنج و غم نے دنیا و آخرت کو خراب کر دیا ہے۔

اس قسم کی شکایات اگرچہ ہر ایک کو پیش نہ آئیں، بہر حال عمومی دکھ درد، رنج و غم، بیماری و پریشانی ہر ایک کو پیش آتی ہیں جو زندگی کا لازمہ ضرور ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ جل جلالہ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے۔ اس کی شفا بھی نازل کی ہے حضرت اسامہ بن شریک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفاء نہ ہو۔“

(اس شفاء کو) جس نے جان لیا وہ تو کامیاب ہوا اور جو ناواقف

رہا وہ ناکام رہا۔ (مسند احمد)

اسی حدیث میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ایک بیماری ایسی ہے جس کی شفاء

نہیں صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ وہ کونسی بیماری ہے ارشاد فرمایا بڑھاپا۔  
(ترمذی) ان احادیث کی روشنی میں اہل علم حضرات لکھتے ہیں بیماری سے ہر قسم کی  
بیماری مراد ہے قواہ وہ جسمانی ہو یا روحانی،

جسمانی بیماری تو ہر ایک کو نظر آتی ہے۔ اس لئے مرض والے کو ہر  
شخص بیمار کہتا ہے۔ لیکن روحانی بیماری نظر نہیں آتی اس لئے قلبی و روحانی  
بیماریوں کو مرض سمجھا نہیں جاتا، یہ ایک عام غلط فہمی ہے، احادیث میں جہل، بخل  
غرور و تکبر، بغض و عناد، حسد و کینہ وغیرہ کو مرض قرار دیا ہے۔

واقعہ یہ پیش آیا کسی سفر میں ایک صحابی کا سر پتھر سے زخمی ہو گیا تھا۔  
حسن اتفاق سے اُسی رات انہیں غسل کی حاجت پیش آگئی، ساتھیوں سے پوچھا کیا  
مجھے تیمم کرنے کی اجازت ہے؟ دوستوں نے کہا پانی موجود ہے اور تم  
غسل کر سکتے ہو، تیمم کی اجازت کیوں کر ہو سکتی ہے؟ اس جواب پر  
ان زخمی صحابی نے غسل کر لیا لیکن غسل کے بعد بے ہوش ہو گئے اور وفات  
پائی، سفر سے واپسی کے بعد صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ  
بیان کیا، آپ ناراض ہو گئے۔ آپ کے الفاظ مبارکہ اس طرح ہیں:

قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَلَا سَأَلُوهُ إِذَا لَمْ يَعْلَمُوا فَاثْبَتَا  
شِفَاءَ النَّبِيِّ السُّؤَالِ (ابن ماجہ)

ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا اللہ انہیں قتل کرے جب انہیں علم نہ  
تھا تو علم والوں سے کیوں نہ دریافت کر لیا۔ بے علمی کی شفاء سوال کرنے میں ہے۔  
اس ارشاد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہل (لامعلمی) کو مرض قرار  
دیا ہے جو بظاہر آنکھوں سے نظر نہیں آتا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے پورے کلام (قرآن مجید)  
کو شفاء قرار دیا ہے:

قُلْ هُوَ الَّذِي يَنْفَعُ الْغُلَامَ وَشِفَاءُ الْغُلَامِ

اس سلسلے میں یہ واقعہ بھی قابلِ نقل ہے،

حضرت ابو سعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سفر  
کر رہی تھی، درمیانِ راہ کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا آگے ایک بستی پر گزر ہوا تو  
ان حضرات نے اہل بستی سے ایک دن کی مہمانی طلب کی۔

ان ناشناسوں نے انکار کر دیا، مجبوراً یہ اُسی بستی میں رات گزار دیئے حسن  
اتفاق کہ رات میں قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس دیا ہر علاج لا علاج ثابت ہوا  
قوم پریشان تھی ایک شخص نے کہا کہ یہاں چند مسافر مقیم ہیں ممکن ہے ان کے  
ہاں اسکا علاج ہو، پھر وہ آئے اور واقعہ بیان کیا، مسافروں میں ایک صحابی نے  
کہا کہ ہاں ہمارے ہاں اسکا علاج ہے لیکن اُس کی قیمت ادا کیجائے، چنانچہ چند  
بکریوں پر معاملہ طے ہو گیا، صحابی نے اُس مرض پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا کچھ  
دیر نہ لگی کہ وہ مرض صحت پا گیا، ایسے طور پر کہ اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی، بستی والے  
خوش ہو گئے اور بکریوں کا ہدیہ دیکر انہیں رخصت کر دیا۔

مگر ان حضرات نے آپس میں کہا کہ ان بکریوں سے فائدہ نہ اٹھایا جائے  
جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لیا جائے معلوم نہیں ایسے  
کام کی اجرت حلال بھی ہے یا نہیں؟

جب مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ نے مسکراتے  
ہوئے ارشاد فرمایا:

تہیں یہ کیے معلوم ہوا کہ یہ سورہ جھاڑ پھونک کیلئے مفید ہے؟  
پھر ارشاد فرمایا اس اجرت کو کھاؤ اور میرا بھی حصہ لگاؤ۔ (بخاری مسلم ترمذی)  
بعض بطن پرستوں نے اس واقعہ سے تعویذ، گنڈے، جھاڑ پھونک، عمل



درل کے کاروبار چلانے کا جواز نکال لیا ہے کہ چلو دو چار محلوں میں عملیات کے  
مطلب کھول کر بیٹھ جائیں اور اس کو کھائی کا ذریعہ بنالیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

یاروں نے بت شکن کو بت ہی بت کے چھوڑا۔

اسلام میں ایسے کاروبار کی کہاں اجازت ہے ؟ اور کس جگہ اس کی  
حوصلہ افزائی کی گئی ہے ؟ اور عہد سلف کے عہد خلف تک کیا کچھ ایسی  
دوکانوں کا ثبوت بھی ملتا ہے ؟ اور کیا صحابہ و تابعین کرام نے اُس واقعہ سے  
بھی مطلب لیا ہے ؟ کہ کچھ لوگ عملیات اور تعویذوں کی دوکان کھول کر بیٹھ جائیں  
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

بہر حال ایک بات ضرور آگئی مقصود تو یہ بیان کرنا تھا کہ بعض آیات اور  
اذکار سے ظاہری امراض میں شفاء حاصل کی گئی ہے۔ اس ضمن میں حضرت ابوسعید  
الخدریؓ کا یہ واقعہ بھی آگیا علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے زمانہ قیام میں  
ایک مدت تک مجھ کو کوئی ایک امراض لاحق ہو گئے تھے نہ کوئی طبیب تھا اور نہ ہی  
دوا فراہم ہو سکی ان دنوں میں سورہ فاستحہ پڑھ کر اپنے بدن پر دم کر لیا کرتا تھا اس  
عمل سے عجیب و غریب تاثیر ظاہر ہونے لگی اور میں بہت جلد تمام امراض سے  
نجات پا گیا پھر اس کے بعد میں ہر بیمار کو اس کی تلقین کرنے لگا بکثرت مریضوں نے  
شفاء پائی۔ علامہ ابن قیمؒ اس موقع پر ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہیں جو شفاء امراض  
میں نہایت مؤثر اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جن آیات اور اذکار سے شفاء  
حاصل کی جاتی ہے وہ یقیناً شافی و کافی ہیں لیکن ان آیات کے مؤثر ہونے کیلئے  
دو سبب ضروری ہیں تاکہ اس کا پورا پورا اثر ظاہر ہو، ان دو اسباب کو وہ اپنی  
زبان میں :

ہمت الفاعل اور قبول المل۔ تجویز کرتے ہیں۔

ہمت الفاعل کا مطلب یہ کہ ان آیات کے پڑھنے والے کی توجہ اور  
اخلاص، علم و یقین کامل مکمل ہو ایسے طور پر کہ اس میں کسی قسم کا شک تردید نہ ہو۔  
وَإِنَّكُمْ مُّوَقِّنُونَ بِالْإِجَابَةِ (الحمد ہے)۔

قبول المل کا یہ مطلب کہ جس مریض پر آیات و اذکار پڑھی جا رہی ہیں وہ مریض  
قابل تاثیر ہو۔ یعنی اُسکی فطرت و طبیعت آیات و اذکار کے اثرات قبول کرنے کی  
صلاحیت رکھتی ہو

لہذا جب کبھی ان آیات سے شفاء حاصل نہ ہو تو سمجھا جائیگا۔ فاعل  
(پڑھنے والا) اور منفعل (جس پر آیات پڑھی جا رہی ہیں) دونوں یا دونوں میں سے  
کسی ایک میں نقص اور ضعف ہے جس کی وجہ سے آیات و اذکار کا اثر ظاہر نہیں  
ہو رہا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اس حقیقت کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے جس طرح بعض امراض ظاہری  
میں دوا فائدہ نہیں دیتی ہے۔ اسکے عام طور پر دو سبب ہوا کرتے ہیں، ڈاکٹر و  
طبیب کی نااہلی و ناتجربہ کاری یا مریض کی طبیعت میں اُس دوا کو قبول کرنے کی صلاحیت  
نہیں ہے۔ ایسی کسی بھی صورت حال میں مریض کو شفاء نہیں ملتی اس میں سراسر ڈاکٹر اور  
مریض یا دونوں میں کوئی ایک اس کا سبب قرار پاتے ہیں،

اسی طرح آیات قرآنی اور اذکار نبوی کی تاثیرات کا معاملہ ہے۔

ایک طویل حدیث شریف میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ملتا ہے۔ آپؐ

ارشاد فرماتے ہیں:

بسا اوقات آدمی سفر کی تھکن اور گرد و غبار کی کثرت اور مسافت بعیدہ

کی مشقت سے تنگ و عاجز ہو کر دُعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف دراز کرتا ہے اور بیتابی و بیقراری میں یارب یارب پکارتا ہے۔ اسکی اس پکار کا کوئی جواب نہیں ملتا کیونکہ اُسکا کھانا حرام ہے، پینا حرام، کپڑا حرام اور بدن حرام غذا سے پروردہ ہے۔ ایسی صورت میں اسکی پکار کیوں کرسی جائیگی۔ (مسلم) اس حدیث سے علامہ ابن قیمؒ کے اُس نظریہ (قبول الحلق) کی تائید معلوم ہوتی ہے۔

(الغرض دُعاؤں کے عدم قبولیت کی کوئی نہ کوئی وجہ ہو بہر حال دُعا اور اذکار اپنا اثر رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض مادہ پرست ذہنوں نے بھی دُعاؤں کے اثر انگیزی کا اعتراف کیا ہے اور وہ مجبور ہو گئے ہیں کہ اس حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے۔ دُعا کی قبولیت بظاہر ان کا اپنا فعل نظر آتا ہے، لیکن حقیقت اسکے بالکل خلاف ہے۔ بندہ جب دُعا کرتا ہے تو اسکا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اے اللہ میری پیشہ ورت پوری فرما بندہ صرف سوال و درخواست کرتا ہے۔ کام کا ہونا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اللہ جب چاہتے ہیں تو حاجت پوری کر دیتے ہیں۔

آغاز عالم سے آج تک جتنی بھی دُعائیں قبول ہوئی ہیں وہ سب کی سب اللہ جل جلالہ کی عطا و بخشش ہیں۔ اس میں انسانی ارادوں اور طاقتوں کا کچھ بھی عمل دخل نہیں رہا ہے۔

تقدیر الہی کا نوشتہ (جو ایمانیات کا اہم رکن ہے) دُعا سے بدلا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے یہ بات انسانی قوت و طاقت سے وراہ الوراہ ہے۔ تاہم احادیث میں یہ صراحت ملتی ہے کہ دُعا سے تقدیر کا فیصلہ بدل سکتا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ اللہ کا ایک فیصلہ دوسرے فیصلہ کو روک سکتا ہے دُعا اور تقدیر فیصلہ دونوں خود اللہ تعالیٰ کے عمل ہیں اللہ کا ایک عمل دوسرے عمل کو روک بھی سکتا ہے۔ اور ختم بھی کر سکتا ہے۔ اس

لحاظ سے اگر دُعا سے تقدیر بدل سکتی ہے۔ تو تعجب کی کیا بات ہے؟ علامہ ابن تیمیہؒ اس ضمن میں کچھ اور ہی اضافہ کرتے ہیں۔ جو دُعا کی عظمت و شان کے علاوہ اُن کے ایمانی پر واز کی معراج سمجھی جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ عام طور پر یہ جو کہا جاتا ہے کہ دُعا ممکن چیزوں کی کرنی چاہئے، ناممکنات اور محال قسم کی دُعا کرنی درست نہیں ہے،

لیکن میرا اپنا ایمان و یقین اس عام نظریہ سے بالکل مختلف ہے میں کہتا ہوں کہ دُعا میں امکان، غیر امکان، حدود و لا حدود کی فلسفیانہ تقسیم انسانی ذہن و فکر کی اپنی خانہ زاد اختراع ہے جو محدود و مقید ذہن و فکر کی غمازی کرتی ہے۔ ان لوگوں نے دُعا کو اپنا ذاتی عمل سمجھا ہے۔ اس لئے انسانی حدود و اربعہ سے آگے بڑھ نہ سکے۔

لیکن دُعا جس ذاتِ عالی سے کی جا رہی ہے یا مانگی جا رہی ہے وہ تو حدود، ممکن غیر ممکن کی عقلی و ذہنی پروازوں سے وراہ الوراہ، وراہ الوراہ اسکا اقتدار و اختیار کسی حد پر ختم نہیں ہوتا اسکی مشیت کا کوئی کنارہ نہیں، انسانی قدرت و طاقت کا جہاں اختتام ہوتا ہے۔ وہاں سے الہی اقتدار کے حدود شروع ہوتے ہیں، اس لحاظ سے دُعا کو ان خالی خیالی حدود میں مقید کرنا عقل و فلسفہ کا مذہب تو ہو سکتا ہے، اسلامی و ایمانی عقیدہ بالکل مختلف ہے۔ دُعا ہر چیز کی کیجا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ حرام اور مکروہ نہ ہو۔ اور یہ بھی صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کی ایسی خواہش پسند نہیں ہے۔

وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ۔ آلائیہ

امام ابن تیمیہؒ اپنی اس ذوقی و وجدانی نظریہ پر بطور ثبوت و مثال دُعا و واقعات نقل کرتے ہیں۔

## پہلا واقعہ

سیدنا عمر بن الخطابؓ اپنے دور خلافت میں حضرت علاء بن الحضرمیؓ (المتوفی ۳۷ھ) کی سرکردگی میں ایک لشکر بحرین روانہ کیا کہ فلاں خطہ ارضی پر فوجی چھاؤنی قائم کی جائے، سفر دور دراز اور موسم شدید گرمی کا تھا، حضرت علاء الحضرمیؓ اپنا لشکر لیکر روانہ ہو گئے۔ ایک ماہ کی مسافت طے کر کے مطلوبہ مقام کے قریب پہنچے تو بھوک و پیاس کی شدت سے فوج بے دم ہونے لگی دور دراز تک پانی کا نام و نشان نہ تھا، دھوپ کی شدت سے بچنے کیلئے سایہ بھی نہ ملا بے آب و گیاہ طویل و عریض صحرائیں مقید ہو گئے، مجاہدین کے حوصلے پست ہونے لگے ایسے نازک ترین لمحہ میں امیر لشکر حضرت علاء الحضرمیؓ نے سب کو جمع کیا ہمت و استقامت کا درس دیا اور اللہ رحیم و کریم کی تائید و نصرت یاد دلانی اسکے بعد اپنے ساتھیوں سمیت دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور گڑ گڑا کر اللہ عظیم کو پکارا اور پھر پکارا ادھر دُعا شروع ہوئی کہ ماحول تبدیل ہونے لگا ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے آنے لگے پھر چند ہی لمحات میں کالے کالے بادل چھا گئے اسکے بعد اس زور شور سے بادل برسنے لگے کے لوق دق جنگل جل تھل ہو گیا، دُعا سے فارغ ہو کر حضرت علاء الحضرمیؓ اور آپ کے لشکر نے یہ عجیب العقول منظر دیکھا کہ بارانِ رحمت کا حلقہ صرف فوجی احاطے کو..... گھیرے ہوئے ہے۔ اطراف و اکناف ویسے ہی خشک اور نارنجہنم بنا ہوا ہے۔ اللہ اکبر! ساری فوج نہاد ہو کر حیات نو پائی، جانوروں کو بھی سیراب کیا گیا۔ اور پانی کا ذخیرہ کر لیا،

دوسرا واقعہ پھر آگے اپنی ہم سر کرنے چلے جس خطہ میں فوجی چھاؤنی قائم

کرنی تھی وہ ایسا گنجان و تاریک جنگل تھا جس میں سورج کی شعاعیں نہایت پہنچ نہیں پار ہی تھیں ہر طرف راستے مسدود تھے داخلے کی کوئی صورت نہ تھی علاوہ ازیں جنگل ہر قسم کے جانوروں سے بھرا پڑا تھا وحشی جانوروں کے علاوہ خوشوار جانور درندے اور خطرناک سانپ و اڑدھول کا بھٹ بنا ہوا تھا،

سورج غروب ہو رہا تھا رات کی تاریکی چھانے لگی جانور اپنے اپنے مرکزوں سے نکلنے لگے درندوں اور وحشی جانوروں کی لرزہ خیز وحشت انگیز آوازوں سے جنگل گونجنے لگا، جوں جوں رات کی تاریکی چھانے لگی، فضا میں خوف و ہراس بڑھتا گیا، آدھی رات تک پورا ماحول خوفناک و وحشت ناک صورت اختیار کر لیا، امیر لشکر حضرت علاء الحضرمیؓ نے اپنے تمام ساتھیوں کیساتھ صبح صادق تک جناب الہی میں آہ و زاری و فریاد کی اور پھر اس طرح گویا ہوئے۔

”اے آپ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلیفہ سیدنا عمر بن الخطابؓ نے ہیں حکم دیا ہے کہ اس مقام پر فوجی چھاؤنی قائم کی جائے الہی ہم امیر المؤمنین کے تعمیل حکم میں یہاں آئے ہیں۔ باری تعالیٰ ہم عاجز دے بس بندے ہیں یہ جنگل تیری مخلوقات سے بھرا پڑا ہے، اس جنگل کو غالی کرنا ہمارے امکان میں نہیں الہی اپنا فضل فرما اپنے رسول کے خلیفہ کی خواہش کو پوری فرما“

فریاد ختم کی لشکر کو لیکر آگے بڑھے اور ایک اُونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر جنگل کی مخلوقات کو اس طرح خطاب کیا!

”اے جنگل کے جانور اور درندو ہم رسول اللہ کے خلیفہ امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ کے فرستادہ ہیں انہوں نے حکم

دیا ہے کہ یہاں فوجی چھاؤنی قائم کی جائے۔ لہذا تم یہ جنگلے  
خالی کر دو اور اپنا ٹھکانہ کہیں اور بنا لو ہم تم کو شام تک مہلت  
دیتے ہیں۔“

وَاسْتَكَامَ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى

اس موقع پر اسلامی مورخین سب ایک زبان ہیں کہ اعلان کے بعد کچھ دیر نہ  
ہوئی کہ درندے، چرندے، پرندے، وحشی جانور حتیٰ کہ حشرات الارض کیڑے مکوڑے  
فوج و ر فوج اس طرح نکلنے لگے گویا عالم حیوانات کا ایک باقاعدہ لشکر ہے جو  
ایک دوسرے کے پیچھے رواں دواں ہو رہا ہے، شام ہونے سے پہلے پہلے پورا  
جنگل درندوں اور خوفناک جانوروں سے خالی ہو گیا۔ (دلائل النبوة)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ الخلیۃ  
چند دن قیام کے بعد فوجی چھاؤنی قائم کر کے مدینہ منورہ واپس ہو گئے۔  
امام ابن تیمیہؒ تاریخ اسلامی کے یہ دو واقعات نقل کر کے سوال کرتے ہیں:-

نورط: ابن تیمیہؒ علم و فضل کے بحر و قار ہیں جس کا کنہ نظر نہیں آتا لیکن مسائل میں جہور علماء کے خلاف  
چلتے ہیں اور اس بارے میں کسی مخالفت کی پروا نہیں کرتے یہ ان کا اپنا ذوق و مذاق ہے موصوف کی طبیعت  
میں جہاں شدت پسندی ہے وہاں حدت بھی پائی جاتی ہے۔ وہ اپنی علمی تحقیق کو وحی نازل کی طرح غیر شکوک اور  
محکم قرار دیتے ہیں کشف و کرامات کا شدت سے انکار کرتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کا اعتراف بھی کرتے ہیں  
بجائے کشف و کرامات کے اُس کا نام فرسبت مؤمن قرار دیا ہے جس زمانے میں قوم تاراج و برباد ہو رہی  
ہے بادشاہ وقت کو بڑی شدت سے تلقین کی کہ اس ناپاک قوم کا مقابلہ کیا جائے اللہ تم کو فتح دے گا اور اس پر تو  
مرتبہ قسم بھی کھائی کہ فتح تم ہی کو ہوگی، ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد ابن عبدالبہادیؒ نے ادب و احترام سے لقمہ دیا۔  
حضرت ابن شاہ عبداللہ کہہ لیجئے؟ نوراً ابن شاہ عبداللہ کہہ اور اس کے ساتھ یہ بھی تحقیقاً لا تعلیقاً  
یعنی تبرکاً نہیں تحقیقاً ان شاء اللہ۔ اللہم تقبل حسناتہ و ارفع درجاتہ

دُعائیں ممکن، غیر ممکن، محدود، لامحدود، عادی غیر عادی کی موٹگافیاں کرنے والے  
اللہ جل جلالہ کے اس فعل کی کیا تاویل کرینگے؟  
سنت اللہ کو سپر بیکار پڑھ لیں۔

وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (ابراہیم آیت ۲۵)

علامہ ابن تیمیہ کا یہ خصوصی موقف اگرچہ جہور علماء اسلام کے مسلک سے کچھ  
مختلف ہے لیکن جیسا کہ ہم نے لکھا ہے علامہ کو اپنی علمی تحقیق پر جیسا بھی کچھ اعتماد  
ہوتا ہے وہ کسی مخالفت کو خاطر میں نہیں لاتے بہر حال یہ ان کا اپنا خاص ذوق و مذاق  
ہے۔ اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ (الحديث)

علامہ کے اس خصوصی نظریے پر حسن ظن سے غور کیا جائے تو چند ایک نکات  
ہمارے سامنے آتے ہیں پہلی بات تو یہ کہ دعا کا سو فیصد تعلق اللہ رب العالمین سے وابستہ  
ہے، دعا کا نتیجہ اور اثر صرف اور صرف اللہ عظیم کا فعل و عمل ہوا کرتا ہے۔  
دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عمل حدود و لا حدود، انتہاء و لا انتہاء کے ذہنی  
و فکری تصورات سے وراء الورا ہے۔

تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اختیار و اقتدار کسی حد پر ختم نہیں ہوتا۔  
چوتھی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز بھی بھاری نہیں وہ مخلوقات میں جو چاہے  
اور جیسا چاہے تصرف کر سکتا ہے۔  
پانچویں بات یہ کہ وہ موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود کرنے کی ذاتی  
صلاحیت رکھتا ہے۔

چھٹی بات یہ کہ اُس کے کسی بھی فعل پر کوئی گرفت نہیں وہ اپنی ذات میں  
بااختیار اور اپنے ہر فعل میں خود مختار ہے۔

فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُصِفُونَ

علامہ ابن تیمیہؒ دعائیں اپنے اس خصوصی موقف کو انہی محکات و بیانات کی روشنی میں ثابت کرنا چاہتے ہیں، اور جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہؒ کے موقف پر حسن ظن سے غور کیا جائے تو یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جن علماء کرام نے دعاء میں ممکن اشیاء کا لزوم قرار دیا ہے۔ یہ حضرات بھی علامہ کے ذہنی و فکری پرواز کے مخالف نہیں ہوئے۔

رہی یہ بات کہ صرف ممکن اشیاء میں دعائیں کرنا یہ اُن علماء کی ایک خیر خواہی اور عاقبت اندیشی کی بات ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہیں لیکن چونکہ بندہ کمزور ضعیف، عاجز و ناتواں اور محدود قوت و طاقت کا حامل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے فوق الفطرت اور اپنی حیثیت سے ماوراء چیزوں کا طلب کرنا بسا اوقات خود کیلئے باعث زحمت اور اپنی خودکشی کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ناممکن اور محال عادی چیزوں کا طلب نہ کرنا بطور خیر خواہی نا صحابہ مشورہ ہوگا جو ایک حقیقت بھی ہے ورنہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا لازم آئیگا۔

مثال کے طور پر اگر کوئی یہ دعا کرے کہ فتنائیں پرندوں کی طرح اڑنا نصیب ہو، یہ بات اللہ پر کچھ بھاری نہیں کہ اڑنے کی صفت دیدی جائے لیکن چونکہ یہ صفت انسانی فطرت و صلاحیت کے بالکل مغایر ہے۔ دوران سیر درختوں سے ٹکرا جاتے عمارتوں اور پہاڑوں سے اپنا سر پاش پاش کر لے۔ یہ اس لئے کہ آدمی کا اڑنا انسانی فطرت نہیں ہے۔ یقیناً حوادث سے دوچار ہو جائیگا کیونکہ انسان جب تک انسان ہے پرندوں کی صلاحیت سے محروم رہیگا۔

اس موقع پر ہم بطور تمثیل حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا واقعہ نقل کرتے ہیں واقعہ اگرچہ قرآن و حدیث کا نہیں ہے۔ تاہم اسلامی تاریخ سے تعلق رکھتا ہے جس کو علماء ہند نے نقل کیا ہے۔ خاندان ولی اللہی کے فرد فرید شاہ عبدالعزیزؒ

بیان کرتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر و مرشد کے گھر بہت فقیر و فاقہ کا دور دورہ رہا کرتا ہفتہ عشرہ میں اگر کچھ لچاتا تو کھانے پینے کا انتظام ہو جاتا ورنہ پانی اور جنگلی پھل پھول پر گزارہ کر لیا جاتا تھا ایسے ہی جن دنوں میں فاقے کا دور دورہ تھا حضرت خواجہ باقی باللہ کے پیر و مرشد دور دراز مسافت طے کر کے خواجہ کے ہاں مہمان ہوئے حضرت خواجہؒ اس غیر معمولی تشریف آوری پر خوشی و مسرت سے جھوم گئے۔ لیکن کچھ ہی دیر بعد اس احساس نے خواجہ کو بے دم کر دیا کہ حضرت پیر و مرشد کے انطاری کا کیا انتظام کیا جائے، گھر میں کھانے پینے کو کچھ نہ تھا۔ سوال کرنا یا اپنی حاجت کا اظہار کرنا تو درکنار زندگی بھر اپنی گھریلو مشکلات کا کسی سے اظہار تک نہ کیا۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ شاہانِ دہلی آپ کی خدمت میں حاضری کو اپنی سعادت مندی تصور کرتے تھے۔

حضرت خواجہؒ بیقراری میں گھر سے مسجد آتے دعا کرتے پھر واپس ہو جاتے ایک مُرید نان بائی نے حضرت خواجہؒ کی بیقراری محسوس کی پھر گھر کے بچوں سے کسی طرح صورت حال معلوم کر لیا افطار سے کچھ پہلے گرم گرم نان اور شوربا لیکر حاضر ہوا، حضرت خواجہؒ سے گزارش کی کہ ہدیہ قبول فرمائیں، حضرت خواجہ کی آنکھیں خوشی و مسرت سے پر نہم ہو گئیں، خوش دلی سے قبول کر لیا۔ خود بھی روزہ تھے اپنے شیخ و مرشد کو بھی افطار کر دیا اور شکر الہی بجالائے، عشاء کے بعد مُرید باسعید کو طلب فرمایا اور تنہائی میں ارشاد فرمایا:

بتا کیا چاہتا ہے؟ آج تیرے لئے اپنے رب سے وہی طلب کر لوں؟ نادان مُرید نے یکنواخت گزارش کر دی، حضرت مجھ کو اپنا جیسا بنا لیجئے۔ حضرت خواجہؒ نے لمحہ بھر تردد کیا فرمایا اس کے علاوہ کچھ اور بھی خواہش ہے؟

کہا نہیں! — بس یہی آرزو یہی تمنا ہے۔

حضرت خواجہ نے (یہاں الفاظ کے کچھ معمولی سے رد و بدل سے) توجہ کے ساتھ دعا کر دی جب دونوں حجرے سے باہر نکلے ہیں تو سیرت کا حال تو اللہ ہی کو معلوم مرید کی صورت بھی حضرت خواجہ جیسی تھی، دیکھنے والوں کو تمیز کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ خادم کون خدوم کون ہیں؟

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

لیکن بعض حقیقت شناس مریدوں نے اپنے شیخ کو اس طرح جان لیا کہ حضرت خواجہ کے چہرے پر وقار و تمکنت ہے۔ جب کہ مرید (نان بانی) کی چال و حال میں لرزہ خیزی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔

(حضرت خواجہ کی اس دعا و توجہ کو شیخ عبد العزیز محدثؒ "توجہ تاجی" قرار دیتے ہیں) — بہر حال نان بانی حاصل شدہ کیفیات و جذبات کو بر وقت نہ کر سکا تیسرے دن وفات پا گیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

واقعہ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے۔ محکمات آیات بینات سے تعلق نہیں رکھتا بہر حال ایک مستند اسلامی تاریخ سے ثابت ہے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دعاؤں اور اسکے اثرات اتنے گہرے اور یقینی ہوا کرتے ہیں کہ بسا اوقات تبدیل ماہیت بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن چوں کہ اس کا تحمل اور سہار انسانی فطرت کے خلاف ہے اس لئے قوت برداشت دم توڑ دیتی ہے اور آدمی ہلاکت سے دوچار ہو جاتا ہے۔

بہر حال ہمارا وجدان یہی جواب دیتا ہے کہ جن علماء کرام نے دعاؤں کو ممکنات اور عادیات سے مقید کیا ہے غالباً ان کا مقصد یہی ہوگا

کہ غیر فطری اور محال قسم کی دعا کی جائے کیوں کہ اسکا سہار و تحمل ممکن نہیں ورنہ زحمت و ہلاکت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ - الْاٰخِیَہ

یہ اور اس قسم کے مزید اندیشے ہیں جو غیر فطری خواہشات کی طلب پر دُعا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جمہور علماء نے قرآن و حدیث کی رہنمائی میں مسلمانوں کو یہ تلقین کی ہے کہ ممکن اور جائز چیزوں کی دُعا کرنی چاہئے۔

ہماری یہ وضاحت اگر مدعی صحت گواہ چیت "قرآن و حدیث" تو ہم قرآن حکیم کے اُن واقعات کی نشاندہی کرنا مناسب سمجھتے ہیں جس میں نا ممکن و محال امور کی دُعا کی گئی ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے "حیات بعد المات" کا مشاہدہ کرنے کے لئے جناب باری میں دُعا کی دُعا قبول ہوئی ذبح شدہ پرندے نہ صرف زندہ ہوئے بلکہ زندہ ہو کر اپنی طبعی پرواز پر چلے گئے (لقرہ: ۲۱) سیدنا صالح علیہ السلام نے قوم کے مطالبہ پر دُعا کی پہاڑ سے پہاڑی ڈیل ڈول کی اونٹنی پیدا ہوئی پھر اُس نے بچہ بھی جنم دیا۔ (الشعراء: ۱۵۵) سیدنا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں دُعا کی تین دن بعد مچھلی نے کنارے آکر صبح کو سالم اگل دیا۔ (الانبیاء: ۸۷)

سیدنا عزیز علیہ السلام نے حشر بعد الموت کا نمونہ دیکھنا چاہا دُعا کی اللہ نے تو سال تک اُن پر موت طاری کر دی پھر زندہ کیا۔ (البقرہ: ۲۵۹)

اُن واقعات کی مکمل تفصیل ہجری کتاب ہدایت کے سچراغ، عرفیت انبیاء و کرام، میں مطالعہ کیجئے قرآن حکیم کے بیان کردہ واقعات میں دُعا کی یہی روح ملتی ہے جس کو علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے خصوصی موقف میں اختیار کی ہے۔

بحث یہاں اس خصوصی موقف کی تائید یا تردید کرنی نہیں ہے اور نہ ہمارے اس مضمون کا یہ مقصد ہے ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ دعا کی شان و عظمت اور اس کا قیاس و گمان سے ورا و الورا، مقام کتنا عظیم الشان ہے اور کس درجے بلند و بالا ہے کہ دعاؤں کو اسی علم و یقین کی کیفیت کیساتھ طلب کرنی چاہئے، اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جن حضرات پر بھی دعا کی یہ حقیقت منکشف ہوگئی انہوں نے وہ سب کچھ پالیا جو انہیں مطلوب تھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

زیر مطالعہ کتاب میں قرآن و حدیث کی وہ دعائیں جمع کی گئیں ہیں جو دنیا و آخرت کی ہر بشری ضرورت کیلئے درکار ہیں، دعاؤں کا آخری فائدہ تو بہر حال متعین ہے، کوشش یہ کی گئی ہے کہ ایسی دعائیں زیادہ سے زیادہ جمع کی جائیں جن کا آخری نفع کیساتھ دنیا کی زندگی میں بھی عظیم نفع حاصل ہو۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ کتاب میں ایسی کامل مکمل تشریحات کیساتھ عام فہم زبان میں درج کر دی گئیں ہیں۔

دعاؤں کی ان خصوصی تشریحات پڑھنے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ زندگی کے "لیل و نہار" میں ان دعاؤں کو محفوظ کر لینا کتنا اہم اور مفید تر ہوگا۔ اللہمَّ وَفِّقْنَا لِمَصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْآخِرَاتِ أَفَّاكَ سَبِيحُ مُجِيبِ الدَّعَوَاتِ آمَنَّا بِكَ يَا مُطَالَعُ كَرَمِوْا رِجَالَهُم مِّنْ غَزَارِشٍ بِهٖ وَهٖ أَمْنٌ دُعَاؤُكُمْ فِيهِ اس ناچیز و بے مایہ اور اس کے اہل و عیال کو بھی شہد یک کر لیا کریں جو آخری صلاح و فلاح میں محتاج نہیں۔

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ يَا مُنِيعُ أَجْرِ الْمُحْسِنِينَ

خادم الكتاب والسنة

محمد عبد الرحمن غفرلہ

حال مقیم مسجد الہدی، کیلو میٹر ۳ طریق مکہ، جدہ (سعودی عرب)

۱۴۱۳ھ

۱۹۹۳ء جون

”تَعَوُّذُ“

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے

کسی چیز سے پناہ چاہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو اس چیز کے خوف و اندیشہ سے بچانے کے لئے کسی دوسرے کی حفاظت میں آجانا یا سہارا پکڑنا، یا کسی دشمن سے بچنے کیلئے کسی قلعہ یا چھاؤنی میں پناہ لینا یا اس قسم کی کوئی اور حفاظت میں آجانا،

جس کا حاصل یہ ہوا کہ جس چیز سے آدمی خوف یا اندیشہ کر رہا ہے اس کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا کسی بڑی قوت یا طاقت کی پناہ میں آجانا چاہتا ہے جو اس کو اس خوف و اندیشہ سے بچالے، جس طرح عالم اسباب کے ظاہری اندیشوں سے کسی قلعہ یا چھاؤنی یا کسی قوم و حکومت کی پناہ لی جاتی ہے اسی طرح کسی پوشیدہ مضرت یا اخلاقی و روحانی یا غیبی نقصان دہ چیزوں کے شر سے بچنے کے لئے فوق الفطر ہستی کی پناہ طلب کی جاتی چاہے جو عالم اسباب پر محکماً ہو اور جو کائنات کی ہر چیز پر غالب ہو اور جس کی قاہرانہ قدرت و طاقت ہر طاقت سے بالاتر اور وسیع تر ہو اور وہ اللہ عظیم کی ذات عالی ہے جو ہر طرح کی قدرت و قوت حفاظت و نصرت، تائید و عافیت کا مرکز و سرچشمہ ہے، آیت تعوذ میں شیطان مردود کے شر و فتن سے اللہ عظیم کی پناہ طلب کی جا رہی ہے، شیطان مردود

انسان کا حقیقی دشمن ہے اور یہ ایسا مکار دشمن ہے جو خیر خواہی اور دوستی کی شکل میں انسان کو دھوکہ دیتا ہے اور دشمن بھی ایسا کہ وہ انسان کو ہر جانب سے دیکھ لیتا ہے اور انسان اُس کو دیکھ نہیں پاتا، سورہ اعراف میں یہی حقیقت بہان کی گئی ہے۔

لَا تَكْفُرْ لَكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَعْلَمُونَ ۚ

(اعراف آیت ۲۷)

ترجمہ: شیطان اور اُس کا قبیلہ تم کو ایسے طور پر دیکھ لیتا ہے کہ تم اُن کو دیکھ نہ پاؤ گے۔

ظاہر ہے کہ جو دشمن ہم کو اس طرح دیکھ رہا ہو کہ ہماری نظر اُس پر نہ پڑے اُس کا حملہ سخت خطرناک ہوتا ہے۔ اور اُس سے محفوظ رہنا اور مشکل تر ہو جاتا ہے۔ لہذا ایسے پوشیدہ مکار دشمن کا یہی علاج ہے کہ ہم ایک ایسی عظیم ہستی کی پناہ میں آجائیں جو اُس کو بھی دیکھ رہی ہو اور وہ اُس ہستی کو نہ دیکھ سکے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے۔ جو ہر طرح کی حفاظت پر قادر ہے فارسی زبان کی ایک ضرب المثل ہے۔

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است

”دشمن اگر قوی ہے تو حفاظت کر نہ والا قوی تر ہے“ (یعنی اللہ تعالیٰ) لہذا گناہ کے خیال یا وسوسہ پر فوری اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر لی جائے تو شیطان کا یہ حربہ ناکام ہو جائیگا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اس مخفی حملے سے بچنے کیلئے مسلمانوں کو اپنی پناہ میں آ جانے کی دعوت دی ہے۔ اور وہ یہ آیت ہے۔

وَإِنَّا نَفَعْنَاكَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَنَزَعْنَا مَا فُتِنَ بِهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ

(اعراف آیت ۲۸)

ترجمہ: اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو (فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔

آیت میں نَزَعُ کا لفظ آیا جس کے ظاہری معنی چھیننا، خانی وسوسہ اور بُرے خیال کے ہیں اور اِس کا ایک اثر غصہ اور اشتعال بھی ہے کہ آدمی اُس وسوسہ اندازی سے متاثر ہو کر غیظ و غضب میں آجاتا ہے جو سارے بگاڑ اور فساد کی جڑ ہے، ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا نزعِ شیطانی سے حفاظت کا ضامن ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس عارضی وسوسہ کو آپ سے دُور کر دینگا۔

اسی طرح ایک اور آیت میں نَزَعَاتِ شیطین کو حضرت شیطین کہا گیا ہے اور اُن سے پناہ طلب کرنیکی ہدایت کی گئی ہے، سورہ المؤمنین میں یہ آیت موجود ہے۔

وَقُلْ سَأَتِي بِعَذَابٍ مِّنْ هُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هُمَا ۖ هُمَا السَّيِّئَاتِ ۚ

ترجمہ: اور آپ کہیے کہ اُسے میرے پروردگار میں آپ کی پناہ چاہتا

ہوں شیطین کے وسوسوں سے اور اُسے میرے پروردگار میں آپ کی پناہ

چاہتا ہوں اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

مطلب یہ کہ اے اللہ کسی بھی حال میں شیطان مردود کو میرے قریب نہ آنے دے کہ وہ مجھ پر اپنا وار کر چکے اور مجھے وساوس میں مبتلا کر کے سیدھی راہ سے دور نہ کر دے۔

اللہ کے نیک بندوں کو جب کبھی ایسی صورت پیش آتی ہے تو وہ فوری خبردار ہو جاتے ہیں اور اُس بُرے وسوسہ سے دُور بھی ہو جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور معافی چاہتے لگتے ہیں۔

مگر جو لوگ شیطان سے ساز باز رکھا کرتے ہیں یعنی شیطانی اعمال میں



دلچسپی رکھتے ہیں ان پر شیاطین کے یہ وار کارگر ثابت ہوتے ہیں اور وہ گمراہی میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔

سیدنا نوح علیہ السلام نے عالمگیر طوفان کے وقت اپنے بیٹے کی نجات کیلئے بے اختیاری میں اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا۔ جب کہ وہ طوفانی موجوں میں ڈوبا رہا تھا اُسی وقت سیدنا نوح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا عتاب آمینہ خطاب نازل ہوا کہ آئندہ ایسا سوال نہ کرنا (کیوں کہ یہ بیٹا نافرمان اور مشرک تھا) سیدنا نوح علیہ السلام نے فوراً توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں رحم و کرم کی درخواست پیش کر دی اور اس طرح گویا ہوئے :

رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ بِیْہِ عِلْمٌ اَلِیْہِ  
(ہود: آیت ۳۱)

ترجمہ: اے میرے پروردگار میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں آپ سے ایسی چیز کی درخواست کروں جس کا مجھے علم نہیں ہے اگر آپ معاف اور رحم نہ فرمائیں تو میں نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤں گا سیدہ مریم علیہا السلام کے غلو ت کدہ میں جب اللہ کا فرشتہ لڑکے کی بشارت دینے کیلئے اجنبی مرد کی شکل میں اچانک داخل ہوا تو گھبرا گئیں اور فوراً اللہ رحمن کی پناہ طلب کرنے لگیں۔

قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیُّیَّ۔ (مریم: آیت ۸)

ترجمہ: (وہ کہنے لگیں میں تجھ سے (اللہ) رحمن کی پناہ مانگتی ہوں، اگر تو

خدا ترس آدمی ہے)

الغرض قرآن حکیم میں بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بندے وساوس شیطانی سے محفوظ رہنے کیلئے اللہ عظیم کی پناہ

طلب کرتے رہے ہیں۔ سورہ اعراف میں یہ مضمون ملتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَیْفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا  
فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ ہ (اعراف: ۲۰۱)

ترجمہ: یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے تو یاد الہی میں لگ جاتے ہیں، جس سے یکایک انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں، (یعنی حقیقت واقعہ ان پر منکشف ہو جاتا ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے پھر شیطانی خطرہ ان پر کچھ بھی اثر نہیں کرتا بلکہ وہ توبہ و استغفار کرنے لگتے ہیں اس طرح یاد الہی انہیں ہر قسم کے گناہ اور نافرمانی سے بچا لیتی ہے)

شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کو نیک کاموں سے روکے اور اس میں غفل ڈالے تاکہ مسلمان برا کام کر کے اپنا اجر ضائع کر دے جو نیک کاموں پر ملنے والا خاص طور پر تلاوت قرآن جو ساری نیکیوں کا سرچشمہ ہے شیطان کو ہرگز گوارہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر مسلمانوں میں تلاوت قرآن کی قلت پائی جاتی ہے۔ (اِنَّہٗ مَا شَاءَ اللہ) اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کیا تھی ہدایت فرمائی کہ جب قرآن حکیم کی تلاوت کا ارادہ ہو تو پہلے استعاذہ (شیطان مردود سے پناہ طلب کرنا) حاصل کرنی جائے تاکہ وہ دوران تلاوت کلام الہی کے انوار و برکات میں غفل اندازی نہ کر سکے۔ وہ عظیم آیت یہ ہے۔

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ  
(النحل: ۹۸)

ترجمہ: جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود (کے شر)

سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔

مفسرین کہتے ہیں کہ قرأت قرآن کے وقت ویسے بھی شیطان مردود کی

دل اندازی بہت کم ہوتی ہے۔ کیوں کہ احادیث میں یہ صراحت بھی آئی ہے کہ بعض آیات اور سورتوں کی تلاوت سے شیطان بھاگ پڑتا ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ توجیب ایسے خاص الانص عمل میں استعاذہ (پناہ طلب کرنا) ضروری ہو تو دوسرے اعمال صالحہ میں اس کی ضرورت جس درجے کی ہوگی وہ ظاہر ہے۔

قرآن حکیم کی اس ہدایت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بھی بیان فرمادی کہ شیطان مردود کا وسوسہ اہل ایمان اور اہل توکل پر اثر انداز نہیں ہوتا کیوں کہ شیطان میں یہ قدرت و طاقت ہرگز نہیں کہ وہ کسی کو گناہ کرنے پر مجبور کرے اور وہ گناہ کر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کا یہ واضح اعلان ہے کہ جب تک تم خود ہی شیطان کے دوست نہ بن جاؤ اور اُس کے وسوسوں کو دل میں جگہ نہ دینے لگو وہ تم پر قابو پا نہیں سکتا سورہ نحل میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔

إِنَّهُ لَكَيْسٌ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۚ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَهُ وَالَّذِينَ

هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ۝ (النحل: ۹۹، ۱۰۰)

ترجمہ: اسکا (شیطان کا) کچھ بھی قابو اُن لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان لے آئے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کا قابو تو بس انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اُسے دوست بنائے رکھتے ہیں۔ اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے رہتے ہیں۔

حدیث شریف میں یہ ارشاد بھی ملتا ہے کہ جب کوئی مومن شیطان پر غالب آنا چاہے تو شیطان اس کے مقابلہ میں ایک پیوٹی سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہوتا ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر ”بیان القرآن“ میں اس حدیث کو نقل کر کے اعلان کیا ہے کہ ”اس کا مشاہدہ جب جی چاہے کر لیا جائے“

الغرض قرآن حکیم کا یہ آخری اور قطعی فیصلہ ہے۔

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ۝ (انعام: ۷۶)

(یقیناً شیطان کے دُاؤ پچ بہت کمزور ہیں)



## مَعَوَذَتَيْنِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ  
شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ فِي الْعُقَدِ ۝  
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

(پلٹ: ۳۰)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور  
اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور دھماگے یا بال کی گرجوں پر پڑھ  
پڑھ کر بھوک مارنے والوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد  
کرنے لگے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ  
النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي  
يُوسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْخَنَّاسِ ۝

(پلٹ: ۳۰)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں انسانوں کے پروردگار کی، انسانوں کے بادشاہ  
کی، انسانوں کے معبود کی پیچھے ہٹ جانے والے وسوسے ڈالنے والے (شیطان)  
کے شر سے (وہی) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے، خواہ چنات میں سے  
ہو یا انسانوں میں سے

دنیا میں جہاں نفع و نقصان کا حصہ ہے آخرت میں بھی یہی دو حصے ہیں اسلام  
و ایمان کی یہ کسوٹی ہے کہ دنیا و آخرت کا ہر نفع و نقصان صرف اور صرف اللہ  
عظیم کے دست قدرت میں ہے یہی مومن کا عقیدہ ہے اور اس کا ایمان بھی  
کہ اللہ کے ارادے اور منشاء کے بغیر نہ کسی کو نفع ملتا ہے اور نہ کوئی نقصان سے  
دوچار ہوتا ہے، دنیا اور آخرت کے آفات سے محفوظ رہنے کے جہاں بہت سے اسباب  
و ذرائع ہیں وہاں سب سے مضبوط اور قوی تر ذریعہ اپنے آپ کو اللہ عظیم کے سپرد کر دینا  
اور اس کی غیر حسد و دپناہ میں آجانا ہے۔ قرآن حکیم کی آخری دو سورتیں ”سورہ فلق“  
”سورہ ناس“ اسی پناہ جوئی کیلئے نازل کی گئی ہیں یہ دو سورتیں گیارہ آیات پر مشتمل ہیں  
پہلی سورت ”الفلق“ میں دنیاوی آفات سے اللہ عظیم کی پناہ طلب کرنیکی تعلیم ہے  
اور دوسری سورت ”الناس“ میں آخرت کے آفات سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ  
مانگی گئی ہے۔ یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ ہی نازل ہوئی ہیں،

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے  
فرمایا تمہیں کچھ خبر ہے آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی آیات نازل کیں ہیں۔  
جبکی کوئی مثال نہیں یعنی قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (م)  
ایک اور روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ کتاب تورات، انجیل اور زبور  
اور قرآن میں بھی ان جیسی اور کوئی سورت نہیں (نسائی)

انہی حضرت عقبہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ان دو سورتوں  
کو سوتے وقت پڑھا کرو۔ اور بیدار ہونے کے بعد بھی اس طرح آپ نے ان  
دونوں سورتوں کو ہر فرض نماز کے بعد بھی پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)  
سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی  
بیماری پیش آتی تو آپ یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے

پھر سارے بدن پر پھیر لیتے، مرض وفات میں جب آپ کی تکلیف بڑھنے لگی تو میں یہ دونوں سورتیں پڑھ کر آپ کے ہاتھوں پر دم کر دیتی تھی پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ اپنے سارے بدن پر پھیر لیتے تھے۔ (رواہ مالک ابن کثیر)

آپ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ صبح وشام قُلْ هُوَ اللَّهُ اور قُلْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَلَكِ اور قُلْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّاسِ تین تین مرتبہ پڑھنا بھی تمام آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہنے کیلئے ان سورتوں کی تلاوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام کیا کرتے تھے، ان دونوں سورتوں کے نازل ہونے کا وہ مشہور واقعہ ہے جسکی تفصیل احادیث صحیحہ میں موجود ہے محرم سنہ ۶ میں شہر خیبر سے یہودیوں کا ایک وفد مدینہ طیبہ آیا اور ایک مشہور جادوگر لبید بن اعصم سے ملا اور یہ عرض معروض کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ جو کچھ بھی کیا ہے وہ تمہیں معلوم ہے ہم نے اُن پر بہت کچھ جادو کیا لیکن اسکا کچھ بھی اثر نہ ہوا اب ہم تمہارے پاس آئے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ جادوگری میں تمہارا کوئی مقابل نہیں یہ اشرفیاں حاضر ہیں انہیں قبول کرو۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا زبردست جادو کر دیا تو وفات پا جائیں یا مجنون و دیوانہ ہو جائیں۔ لبید نے ہاں کرئی، انہی آیات میں ایک یہودی لڑکا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ لبید ملعون نے اُس لڑکے سے ساز باز کر کے آپ کی کنگھی کا ایک ٹکڑا اور چند عدد ہال حاصل کر لیتے اور ان پر جادو کا عمل کیا بعض روایات میں بھی صراحت ہے کہ جادو کا یہ کام لبید بن اعصم کی لڑکیوں نے کیا (ممكن ہے اس عمل بد میں دونوں خبیث شریک ہوں)

اس جادو کے اثر سے آپ کی صحت متاثر ہونے لگی چند ماہ بعد آپ کے مزاج میں تغیر ہونا شروع ہوا اور آپ کمزور اور پست ہو جانے لگے اور قوتِ یادداشت بھی کمزور ہونے لگی۔ بعض اوقات آپ محسوس کرتے کہ فلاں کام کر لیا ہے مگر وہ آپ نے کیا نہ تھا، اپنی نظر پر بھی شبہ ہوتا تھا کہ کسی چیز کو دیکھا ہے، مگر نہیں دیکھا ہوتا تھا، یہ تمام اثرات صرف آپ کی ذاتِ اقدس تک محدود تھے، کارِ نبوت میں کوئی فرق نہ آیا، فرائض میں کوئی خلل نہ تھا، نہ کوئی آیت بھول گئے نہ کوئی آیت غلط تلاوت کی ہو اور نہ وعظ و نصیحت میں خطا فرمائی ہو، جادو کے اثرات تقریباً چھ ماہ تک ظاہر ہوتے رہے آخر چالیس دن سخت اور آخری تین دن زیادہ سخت گزرے، انہی ایام میں آپ ایک دن سیدہ عائشہ صدیقہ کے حجرے میں تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے شفا و آرام کی دعا کر رہے تھے اسی حالت میں آپ کو نیند آگئی یا غنودگی طاری ہوئی، بیدار ہو کر فرمایا۔ اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلادیا کہ میری بیماری کیا ہے؟

صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں اس خواب کی تفصیل موجود ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا خواب میں دو شخص (غالباً فرشتے تھے جو انسانی شکل میں آئے) ایک میرے سر ہانے بیٹھ گیا دوسرا پیر کی جانب پہلے شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ ان حضرت کو کیا تکلیف ہے؟

دوسرے نے جواب دیا، ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا کہ ان پر کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے جو یہود کا منافق دوست ہے۔ پہلے نے پوچھا کہ کس چیز پر جادو کیا گیا؟ جواب دیا کہ ایک کنگھی کے ٹکڑے اور بالوں پر۔ پھر پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ جواب دیا کہ کھجور کے خوشے کے غلاف میں ہے جو قبیلہ بنی زریق کے ذروان

نامی کنویں کی تل میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کہ اسکے لئے کیا کیا جائے؟ جواب دیا کہ کنویں کا پانی خالی کر دیا جائے اور وہ نشی باہر نکال لی جائے، اور اُسکی گہریں کھول دی جائیں، انکو آرام ہو جائیگا۔ یہ کہہ کر وہ دونوں چلے گئے، نیند سے بیدار ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تین اصحاب سیدنا علیؓ، سیدنا عمار بن یاسرؓ، سیدنا زبیر بن عوامؓ کو اُس مقام پر روانہ کیا اور بعد میں آپؐ خود بھی تشریف لے گئے، کنویں کا پانی سُنت دیا گیا پتھر کے نیچے وہ غلاف برآمد ہوا، اسمیں کنگھی اور بالوں کے ساتھ ایک دھاگہ بھی تھا جس میں گیارہ گہریں پڑی ہوئی تھیں اور جس میں سوئیاں چھوٹی ہوئی تھیں، اُس موقع پر جب نبیل ابن تشریف لائے اور فرمایا کہ آپؐ معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھیں چنانچہ آپؐ ایک ایک آیت تلاوت فرماتے اور اسکے ساتھ ایک ایک گہرہ کھولتے جاتے اور اس دھاگے سے ایک ایک سوئی بھی نکالتے جاتے دونوں سورتوں کی کل گیارہ آیات کے اختتام پر گیارہ گہریں کھل گئیں اور ساری سوئیاں بھی نکل گئیں اور آپؐ جادو کے اثر سے نکل کر اُسی دم ایسے ہو گئے گویا آپؐ پر کسی نے جادو ہی نہ کیا ہو، بالکل صحت مند ہو گئے۔ اس کے بعد آپؐ نے لبید بن اعم کو طلب کیا اور باز پرس کی اُس نے جادو دینے کا ذکر کیا اعتراف کیا آپؐ نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ گوگوں کے سامنے آپؐ نے اسکو کیوں نہ بکھیر دیا (کہ اسکو دیکھ لیں) اسے چھوڑ دیا کیوں کہ آپؐ نے اپنی ذات کے لئے کبھی بھی کسی سے انتقام نہیں لیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دیدی ہے اور مجھے پسند نہیں کہ میں کسی تکلیف کا سبب بنوں (ظاہر ہے اس اعلان پر لوگ اُسکو قتل کر دیتے یا سخت تکلیف پہنچاتے) بہر کیف اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ان آیات کی برکت سے شفا اور آرام عطا فرمایا اور سخت ترین جادو

کے اثر کو دور کر دیا۔ عہد سلف سے آج تک کے اہل علم حضرات نے جادو، ٹونکا، نظر اور ایذا دینے والی چیزوں سے پناہ حاصل کرنے کیلئے معوذتین کی تلاوت کا مشورہ دیا ہے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صبح و شام اسکی تلاوت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

قرآن حکیم کی ان دونوں سورتوں میں جن جن چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے اُن کی مختصر وضاحت بھی یہاں کی جاتی ہے تاکہ ان سورتوں کو پڑھتے وقت انکا استحضر ہے اور خلوص و توجہ پسند ہو، قرآن حکیم کی ان دو سورتوں کو معوذتین کہا جاتا ہے (پناہ دینے والی سورتیں)

ان تمام آیات میں پناہ طلب کی جا رہی ہے پناہ لینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو جس چیز سے خوف یا اندیشہ ہوتا ہے اپنے آپ کو اس سے بچانے کے لئے کسی دوسرے کی حفاظت میں آجاتے مثلاً کسی ظالم یا متکبر سے بچنے کیلئے کسی درخت یا عمارت کے سایہ میں آجانا وغیرہ وغیرہ عام طور پر اپنی ذرائع سے حفاظت و پناہ حاصل کی جاتی ہے، اور آدمی محفوظ ہو جاتا ہے،

مادی خطرات کے علاوہ اخلاقی یا روحانی اور غیر محسوس مضرات اور نقصان رساں چیزوں سے بھی پناہ حاصل کرنی ضروری ہے اور یہ پناہ صرف اسی ہستی سے طلب کی جاسکتی ہے جو عالم اسباب پر حکمران ہے اور جس کی ذات سب پر غالب ہے اور جو حاضر و غائب کا جاننے والا ہے۔ قرآن حکیم نے اللہ کے نیک بندوں کی یہ روش بتلائی ہے کہ انہیں جب کبھی کسی چیز کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

تشریح :

## سُورَةُ الْفَلَقِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

(میں بڑے مالک کی پناہ لیتا ہوں)

اصل میں فَلَاق کے معنی پھاڑنے اور چیرنے کے ہیں مطلب یہ ہوا کہ رات کی تاریکی کو پھاڑ کر صبح نکالنے والے مالک کی پناہ چاہتا ہوں۔ (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت فالق الاصابہ بیان ہوئی ہے یعنی وہ ذات جو رات کی تاریکی کو پھاڑ کر صبح نکالتا ہے۔ (انعام : ۹۶)

کیونکہ دنیا میں جتنی چیزیں پیدا ہوتی ہیں وہ کسی نہ کسی چیز کو پھاڑ پھیر کر نکلتی ہیں جیسے زمین کے پودے دانہ اور بیج کو پھاڑ کر نکلتے ہیں، تمام حیوانات جسم ماور سے برآمد ہوتے ہیں، یا پھر انڈا توڑ کر سر نکالتے ہیں، چشمے زمین کو پھاڑ کر، دریا پہاڑوں کو چیر کر نکلتے ہیں، بارش کے قطرے بادلوں کو توڑ کر نیچے گرتے ہیں، دن، رات کا پردہ چاک کر کے نمودار ہوتا ہے، غرض یہ کہ کائنات کی ہر چیز کسی نہ کسی طرح کے پھیر پھاڑ کے نتیجے میں ظاہر ہوتی ہے، اس لحاظ سے فَلَاق کائنات کی تمام چیزوں پر صادق آتا ہے۔ اس تشریح کے بعد سورۃ الفلق کے پہلے معنی طلوع فجر کے مالک، دوسرے معنی تمام مخلوقات کے خالق،

مطلب یہ ہوا کہ میں ساری مخلوقات کے مالک اور خالق کی پناہ لیتا ہوں تاکہ وہ اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے بچائے اور محفوظ رکھے (یہ آیت پناہ جوئی اور پناہ طلبی کی جامع ترین دعا ہے)

## مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

تمام مخلوق کے شر سے (اللہ کی پناہ لیتا ہوں وہ کسی بھی وجہ اور نوعیت کی ہوں)

سورۃ فلق کی اس دوسری آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شر کو پیدا کرنیکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی گئی بلکہ مخلوقات کے پیدائش کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے (بَرِّتِ النَّاسَ) اور شر کی نسبت مخلوقات کی طرف کی گئی ہے (مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) یعنی یہ نہیں کہا گیا کہ میں اُن شرور سے پناہ مانگتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں، اگرچہ ہر چیز کے خالق اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخلوق کو شر کیلئے پیدا نہیں کیا ہے بلکہ اُس کا ہر کام خیر و مصلحت ہی کیلئے ہوتا ہے وَشَرَّ مَا خَلَقْتُ هَذَا بَاطِلًا اللہ نے کوئی چیز بے مصلحت پیدا نہیں کی عہد سلف کے علماء نے ”مسئلہ خلق“ میں اسی ادب کی تلقین کی ہے، ”مزید تفصیل ہمارے کتاب ”ہدایت کے چراغ“ کے مذکورہ عقیدۂ اہل عبادنا میں ملاحظہ کی جائے جو اس مسئلہ کی محتاط اور واضح ترین تشریح ہے، ہدایت کے چراغ جلد ۱ ص ۵۳

الغرض آیت میں اُن تمام چیزوں کے شر سے پناہ طلب کرنیکی تلقین ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق و مالک ہے لہذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ میں ہر قسم کے شر سے آپ کی حفاظت مانگتا ہوں کہ مجھے دنیا و آخرت کا کوئی شر نہ پہنچے، پناہ طلب کرنیوالے کو پناہ دینا انسانی اخلاق میں بلند خصل اور اونچی صفت کہا جاتا ہے پھر اللہ رب العزت کی شان تو مستام اخلاق انسانی سے بلند تر اور وراۃ الوراہ ہے ایسی عظیم ذاتِ عالی سے پناہ طلب کرنیوالا کیونکر محروم رہ سکتا ہے۔

اٰمَنْ يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَا وَيَكْشِفُ السُّوءَ الْاٰدِيَةَ

(الْعَمَلُ ابْتِغَاءً)

آیادہ کون ذات ہے جو بیکرار آدمی کی سستا ہے جب وہ اُس کو پکارتا ہے  
اور دُاسکی مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔ ۱۶

## وَمِنْ شَرِّ عَنَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ

(اور پناہ چاہتا ہوں اندھیری رات کے شر سے جب چٹھا جائے)

عربی زبان میں عَنَاسِقِ کے معنی رات کی شدید تاریکی کے ہیں، مراد  
یہ کہ رات کے خطرات اور حوادث سے اللہ کی پناہ و حفاظت طلب کرتا ہوں۔  
شب کی تاریکیوں کے خطرے ایک دو نہیں کئی ایک ہیں چور، ڈاکو،  
قاتل، ظالم، ساحر، بدکار، بد معاش عموماً رات کے وقت ہی نکلتے ہیں، جنگلی جانور  
شیر، چیتا، ریکچہ، بھیڑیا اور حشرات الارض سانپ، بچھو، وغیرہ ان سب کے خطرات  
رات کے وقت بڑھ جاتے ہیں متعدد بیماریوں کے کیڑے کوڑے موجودہ.....  
تحقیقات کے مطابق رات کی اندھیری میں پرویش پاتے ہیں اور آفتاب کی روشنی  
میں فنا ہو جاتے ہیں غرض یہ کہ وطن اور سفر کی ہر صورت میں رات کے خطرات  
اور مضرتیں بہت زیادہ ہیں، آیت مذکورہ میں رات کی تاریکی کے شر و فساد سے  
خاص طور پر پناہ لینے کی جو ہدایت کی گئی ہے عموماً اکثر جرائم اور مظالم رات  
ہی کے وقت ہوا کرتے ہیں اس لئے اندھیری رات کے شر سے پناہ طلب کی گئی۔

## وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ

(ترجمہ: اور پناہ چاہتا ہوں گروہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے)

چوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر نیوالوں میں عورتیں بھی شامل تھیں  
اس لئے ان خبیثات کا بھی ذکر آگیا، جادو ٹوٹنے کا رواج قدیم زمانے سے

رہا ہے اور بعض قومیں اس عمل میں بہت آگے نکل چکی تھیں ملک عراق کے  
شہر بابل میں اسکا بہت چرچا رہا ہے جسکا تذکرہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲  
میں موجود ہے اور آج بھی بعض اقوام میں یہ بیماری وراثتہ چلی آرہی ہے۔  
جادو دراصل ایک ظاہری اثر ہے جو حقیقت کو تبدیل نہیں کرتا،  
حقیقت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔ البتہ سحر زدہ شخص کے آنکھ، کان، زبان وغیرہ  
متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ خلاف حقیقت چیزیں دیکھنے اور سننے لگتا ہے۔  
اس طرح کہ گویا وہ حقیقت دیکھ رہا ہے، حالانکہ وہ چیز ”فریب نظر“ ہے اُسکو  
حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، لیکن سحر زدہ انسان اسکو برابر محسوس کرتا ہے اس  
وضاحت کی تسلیق کیلئے یہ مشاہدہ کافی ہے کہ سحر زدہ شخص کو غیبی خوفناک چہرے  
نظر آ رہے ہیں اور اس کے قریبی تندرست شخص کو کچھ بھی نظر نہیں آتا بلکہ اور  
لوگوں کو بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ آخر یہ ”فریب نظر“ نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی کا نام  
جادو، ٹونکا اور نظر بندی ہے،

قرآن حکیم نے سحر کی یہی حقیقت بیان کی ہے جس کی مختصر تفصیل ہے  
کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون جادو گروں نے بولاٹھیاں اور رسیاں  
ڈالی تھیں، وہ سانپ و اژدہ کی شکل میں حرکت کرنے لگے یہ ”فریب نظر“  
یا نظر بندی کا کرشمہ تھا۔ کوی حقیقت نہ تھی، صرف دیکھنے والوں کو ایسا نظر آ رہا  
تھا، قرآن حکیم کی وہ آیت یہ ہے۔

فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرَهُمْ وَاغْيَيْنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ

وَجَاءَهُمْ بِسِحْرِ عَظِيمٍ (اعراف آیت، ۱۱۶)

ترجمہ: دیکھ کر جب جادو گروں نے (رسیاں) ڈال دیں لوگوں کی آنکھوں

پر جادو کر دیا اور ان پر ہیبت غالب کر دی اور بڑا جادو کر دکھایا)

آنکھوں پر جادو کرنے کا یہی مطلب ہے کہ اُن کا یہ عمل ”نظر بندی“ یا ”فریب نظر“ کی کاروائی تھی، کوئی تبدیلِ حقیقت یا امرِ واقعی نہ تھا۔ بتقاضا بشریت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بھی جادو کے اثر سے متاثر ہو گئے ان کی نہ صرف آنکھوں نے مشاہدہ کیا بلکہ خیال اور احساس پر بھی یہ اثر پڑا کہ جادو گروں کی لالٹیاں اور رسیاں سانپ بکر دوڑ رہی ہیں اسپر وہ خوف زدہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی، فرمایا اے موسیٰ آگے بڑھو، اور کوئی اندیشہ نہ کرو تم ہی غالب رہو گے،

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَالِبُ (طہ: ۶۷، ۶۸)

(ہم نے کہا تم ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے)

اسکے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جواباً اپنا عصا ڈال دیا اچانک وہ پھرتلا سانپ بکر جادو گروں کے کرتب کو ننگے لگا جادو گر ہار گئے اور اپنے اعتراف و اقرار کیا کہ سجدہ میں گر پڑے اور توبہ کی، حق غالب ہوا اور جادو فنا ہو گیا، قرآن حکیم کی ایک اور آیت بھی اس کی مزید وضاحت کرتی ہے کہ جادو کا عمل خیالی اور مصنوعی حیثیت رکھتا ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی وہ دھوکے کی ٹٹی، فرضی نقشہ اور ایک خیالی تماشہ ہو اکر تا ہے لیکن ہوتا ہے یہ بڑا پُر فریب اور جاذبِ نظر، اس لئے عام لوگ متاثر ہو جاتے ہیں، اسی تاثر سے جہم پر اثرات بھی مرتب ہو جاتے ہیں۔ قرآن حکیم نے اس خیالی تماشے کو اسی طرح بیان کیا ہے سورہ طہ کی وہ آیت یہ ہے:

فَاِذَا رَآهٖ سَمْعُہُمْ وَبَصَرُہُمْ یَخْبِلُ اِلَیْہِ مِنْ سِجْرِہُمْ اَنْتَہَا

تَسْمَعُ (طہ: ۶۶)

ترجمہ: (پس یکایک اُن کی رسیاں اور اُن کی لالٹیاں موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ان کے جادو کے زور سے ایسی نظر آنے لگیں کہ گویا وہ دوڑ پھر رہی ہیں)

آیت میں لفظ یَخْبِلُ اِلَیْہِ ہے، یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے خیال و گمان میں ایسا محسوس ہوا، معلوم ہوا کہ جادو گروں کی رسیاں اور لالٹیاں حقیقتاً سانپ نہیں تھیں، سانپ جیسی معلوم ہو رہی تھیں، سانپ جیسی معلوم ہو رہی تھیں۔ یہی حقیقت ہے جادو اور ٹوٹکے کی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں، بہر حال جادو ایک فن ہے جس سے انسانی ہوش و حواس متاثر ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات انسان بڑے حادثے سے بھی دوچار ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بھی ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ کائنات کا کوئی بھی نفع یا نقصان اللہ تعالیٰ کے علم اور اذن کے بغیر ممکن نہیں ہے جو بھی حالت پیش آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوا کرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی اسکو بہتر جانتے ہیں جادو کا اثر ہونا یا نہ ہونا اللہ ہی کے ارادے پر موقوف ہے۔ جادو کے بارے میں یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اسکا پڑھنا لکھنا، اسکا استعمال کرنا، حتیٰ کہ اس میں تعاون و مدد کرنا بھی حرام ہے کیونکہ اس میں سر شخص پر برا اثر ڈالنے کیلئے شیاطین، بدکار جنات اور ارواحِ خبیثہ یا ستروں کی مدد طلب کی جاتی ہے اس لئے قرآن حکیم نے جادو کو کفر کہا ہے۔ (بقیہ: ۱۲)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سات موبقات میں شمار کیا ہے۔ (یعنی وہ سات کبیرہ گناہ جو انسان کی آخرت کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں)

حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات برباد کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرو، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا =

① اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

② جادو کرنا۔

③ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔



④ سُود کھانا۔

⑤ یتیم کا مال ناحق کھانا۔

⑥ جہاد میں دشمن سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔

⑦ پاک دامن عورتوں پر زنا و بدکاری کی تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

الغرض سورہ فلق کی چوتھی آیت میں جادو اور جادو گروں کے شر و فساد سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے یہ ایک ایسی تعلیم ہے جس کی جانب اکثر مسلمانوں کا ذہن نہیں جاتا اور نہ اس سے بچنے کی فکر کی جاتی ہے۔

### وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

(اور پناہ طلب کرتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جب حسد کرنے لگے)

حسد کرنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو کوئی نعمت یا عزت یا کوئی بڑائی عطا کی ہو اور اس پر کوئی دوسرا شخص جلے بھنے اور اس نعمت یا اور خواہش کو حسد کہا جاتا ہے اس شر سے پناہ طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، البتہ حسد کی ایک اور قسم ہے جسکو غبطہ (درشک) کہا جاتا ہے یہ جائز اور حلال تمنا ہے۔ یعنی انسان کا یہ تمنا کرنا کہ جو نعمت دوسروں کو ملی ہے وہ مجھ کو بھی حاصل ہو جائے اس میں دوسروں کی زوال نعمت کا تصور نہیں ہوتا۔ لہذا ایسی تمنا اور خواہش حسد نہیں کہلائیگی۔ بلکہ غبطہ (درشک) کہا جائیگا جو ایک جائز خواہش ہے۔ آیت میں یہ لطیف نکتہ بھی پیش نظر رہے کہ

حسد خود اپنی ذات میں حسد کرنے والے کیلئے ایک روحانی عذاب ہے وہ ہر ایک کی اچھائی اور نعمت دیکھ کر کھڑھتا اور بیقرار ہو جاتا ہے گویا حسد کرنے کا نقصان پہلے خود اس کی اپنی ذات کو ملتا ہے۔ لیکن جس پر وہ حسد کر رہا ہے۔

اُس کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا، کیونکہ کسی کے بُرا چاہنے سے دوسرے کو کیا نقصان ہے؟ البتہ آیت میں "إِذَا حَسَدَ" کی قید ہے یعنی حاسد کے اُس شر کو پناہ طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، جبکہ وہ حسد کرے یعنی اپنے دل کی آگ بجھانے کیلئے قول یا عمل سے کوئی اقدام کرے تو ایسے حاسد کے عملی اقدام کے شر و فساد سے پناہ طلب کی جائے۔ حسد وہ سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں کیا گیا اور وہ سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین پر کیا گیا کیونکہ آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل پر حسد کیا اور انہیں قتل کر ڈالا۔

(اسکی تفصیل "ہدایت کے چراغ" جلد اول کے تذکرہ ہابیل، قابیل میں دیکھی جائے)



## سُورَةُ النَّاسِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝

ترجمہ: (آپ کہیے کہ میں انسانوں کے پروردگار کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں۔)

مطلب یہ کہ میں اُس اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو سب انسانوں کا پالنے والا، مالک اور معبود ہے جو اپنے بندوں کی حفاظت پر پوری طرح قادر ہے، جاہلی قوموں نے عموماً اللہ تعالیٰ کی انہیں تین صفات میں دوسروں کو شریک ٹھہرایا ہے قرآن حکیم نے یہاں تینوں صفات کو یکجا کر کے توحید کی جامع اور کامل تعلیم دی کہ اللہ کی ان صفات میں اور کوئی شریک و ذیل نہیں ہے۔ اسی سے پناہ اور حفاظت طلب کی جائے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُّوسْوِسُ

فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

ترجمہ: (میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی) پیچھے ہٹ جانے والے وسوسے ڈالنے والے (شیطان) کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں دوسرے ڈالتا ہے خواہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے)

آیت میں اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کے شر سے پناہ طلب کرنیکی ہدایت کیجا رہی ہے یہ دونوں لفظ شیطان کے لقب ہیں۔ (فتح القدیر شوکانی)

وَسْوَاس، وسوسہ کے معنی کسی کے دل میں بُری بات یا بُرا خیال پے در پے ایسے طریقے سے ڈالنا کہ اُسکو خبر تک نہ ہو کہ کوئی میرے دل میں مسلسل بُری بات ڈال رہا ہے۔ لفظ وسوسہ کے معنی میں خود تکرار کا مفہوم شامل ہے جیسے لفظ زلزلہ میں تکرار کا مفہوم شامل ہے (مسلسل جھٹکے) چونکہ انسان ایک دو دفعہ بہکانے سے متاثر نہیں ہوتا اس لئے اُس کو ورغلانے کیلئے مسلسل کوشش کیجاتی ہے ایسے عمل کو نیوالے کو وَسْوَاس کہا جاتا ہے جسکا لفظی ترجمہ بار بار وسوسہ ڈالنے والا (یعنی شیطان)

خَنَّاس، یہ لفظ خُنُوس سے بنایا گیا ہے، خُنُوس کے معنی ظاہر ہونے کے بعد چھپ جانا، یا آنے کے بعد پیچھے ہٹ جانا، اس لحاظ سے خَنَّاس کے معنی بار بار چھپ جانے والا پیچھے ہٹ جانے والا ہوئے، چونکہ وسوسہ ڈالنے والے کو بار بار وسوسہ اندازی کرنے کیلئے انسان کے پاس آنا پڑتا ہے اور پیچھے ہٹ جانا پڑتا ہے اس لئے ایسے عمل کو خَنَّاس کہا گیا۔

دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہوا کہ شیطان کی وسوسہ اندازی جب ناکام ہو جاتی ہے تو وہ پھلا جاتا ہے پھر موقع پا کر دوبارہ سہ بارہ کوشش کرتا ہے یہاں تک اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے،

یہ وسوسہ ڈالنے والا خواہ شیطان ہو یا خبیث جنات یا قرآن انسان یا خود انسان کا اپنا نفس ہر بُرے وسوسے ڈالنے والے کو خَنَّاس کہا جاتا ہے، سورۃ الناس کی آخری آیت میں اس عمومیت کو ظاہر کیا گیا ہے، مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ (خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے) وسوسہ دراصل ہر بُرائی، ہر گناہ، ہر شرارت کا نقطہ آغاز اور پہلا قدم ہوتا ہے۔

کی انتہا کفر و شرک، دہریت و معصیت، بغاوت و عداوت، فتنہ و

فساد قتل و غارت گری غرض ہر قسم کے جرائم پر ختم ہوتی ہے، کیونکہ کسی بھی بُرے ارادے میں تبدیل ہو جاتی ہے آگے جب وسوسے کی شدت بڑھ جاتی ہے پھر یہی خواہش بُری نیت بن کر بُرے ارادے میں تبدیل ہو جاتی ہے آگے جب وسوسے کی شدت بڑھ جاتی ہے تو انسان کا ارادہ، عزم (پختہ ارادہ) بن جاتا ہے، عزم کے بعد ہی عمل کیلئے قدم اٹھاتا ہے، پھر وہ سب کچھ ہو جاتا ہے جس کا دل میں وسوسہ آیا تھا گویا ایک بے بنیاد نیالی دیوار تھی جس پر ایک بڑا محل تعمیر کیا گیا جو سب کو لے ڈوبا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ وَسْوَسَةِ الشَّيْطَانِ۔

آیت میں وسوسے سے پناہ طلب کرنیکی ہدایت کی گئی ہے خواہ یہ وسوسہ شیاطین جن کا ہو یا شیاطین انس کا ہر دو کے شر سے پناہ طلب کرنے کی تلقین ہے اس معنی کی تائید قرآن حکیم اور حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے قرآن حکیم کی وہ آیت یہ ہے۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (انعام: ۱۱۲)  
ترجمہ: (اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن (بہت سے) شیطان انسان اور جنات میں سے پیدا کر دیئے تھے جو ایک دوسرے کو چھٹی چھٹی باتوں کا دوسرا ڈالتے رہتے تھے دھوکے کیلئے)

یہاں اسی حقیقت کا بیان ہے کہ ہر نبی کے دور میں شیاطین انس و جن ہر دو کے دھوکے انسانوں کو سبز باغ دکھا کر گمراہ کیا کرتے تھے قرآن حکیم میں جہاں ایسی کالقب شیطان بیان کیا گیا ہے۔ وہاں شریعہ اور گمراہ انسانوں کو بھی شیطان کہا گیا ہے، اس لحاظ سے شیطان ایک نہیں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں اور خود انسان کے اپنے اندر کافیس بھی شیطان ہے جبکہ وہ بُری بات کا وسوسہ دیتا

ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور خطبہ مسنونہ میں یہ دعا ملتی ہے۔

تَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْذٍ اَنْفُسِنَا اَللّٰهُمَّ

(ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی بُرائیوں سے)

الغرض قرآن حکیم نے شیاطین الْإِنسِ وَالْجِنِّ کی وسوسہ اندازی سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی ہے حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا ابوذرؓ تم نے نماز (غالباً تحیرۃ المسجد) پڑھ لی؟ میں نے عرض کیا نہیں ارشاد فرمایا اٹھو، اور نماز پڑھو، چنانچہ میں نے نماز ادا کی اور پھر آپ کی خدمت میں آکر بیٹھ گیا، آپ نے ارشاد فرمایا؛

يَا اَبَا ذَرٍّ تَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَيْطَانِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اَللّٰهُمَّ

اے ابوذرؓ شیاطین انس اور شیاطین جن کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرو؛

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں؟

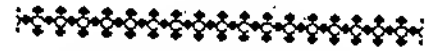
آپ نے ارشاد فرمایا ہاں! (مسند احمد، نسائی)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس تھی جس نے اس گہری پوشیدہ حقیقت کو واشکاف کیا کہ انسانوں میں بھی بہت بڑی تعداد شیاطین کی ہے بالفاظ دیگر "شیطان در قالب انسان" ہر دور اور ہر ماحول میں موجود ہیں جن سے اجتناب اور پرہیز اور خاص طور پر اللہ کی پناہ طلب کی جانی چاہیے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر لگنے اور شریر جنات کے شر سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ جب سورہ فلق اور سورہ ناس نازل ہوئیں تو آپ نے انہی دو سورتوں کے ذریعہ پناہ طلب کرنی شروع کی۔ (ترمذی، نسائی)

شیاطینی وساوس اپنی ذات میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی خوشنمائی اور دل فریبی نظر

رکھتے ہیں کیونکہ اگر اس میں کوئی فوری لذت یا ظاہری کشش اور ذوق و شوق نہ ہو تو کوئی بھی ادا صبر تو مجھ نہ دیکھا، آج جتنے بھی جاہلی مذاہب یا فلسفے اور افکار دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان سب میں یہی خوشنمائی، دل فریبی، ملمع سازی کے اچھے خاصے پہلو موجود ہیں، ہر باطل فرقہ کوئی نہ کوئی ظاہری کشش اپنے میں ضرور رکھتا ہے۔ اہل باطل کے جتنے بھی مختلف نظریات سامنے ہیں، ان سب کے دعوے نہایت جاذب نظر اور فریب نظر ہیں، کوئی کہتا ہے کہ ہم روٹی، کپڑا، مکان کا مسئلہ حل کر دیں گے کوئی کہتا ہے ہم دنیا سے منسی اور محتاجی کو مٹا دیں گے، کوئی کہتا ہے ہم انسان کو صحیح جمہوریت اور آزادی دینگے، کوئی مساوات انسانی کا گھونٹ پلاتا ہے، الغرض یہ اور اس قسم کے دعوے صرف نعرے ہی نعرے ہوا کرتے ہیں، حقیقت اور اصلیت ان میں نام کو بھی نہیں ہوتی، قرآن حکیم نے ایسے دعوؤں کو ”مُخْرِفَةُ الْقَوْلِ“ (خوشنما نعرے) کہا ہے۔ (انعام: ۱۱۲)

جو شیطانی سحر لوں میں سرفہرست کی حیثیت رکھتے ہیں  
(اللَّهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ)



حاشیہ: یہ سیاسی نعرے ہیں ان سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ، سیاسی جوگی وغیرہ جو مذہب کے نام پر کرتے بنا کر یہ کہتے ہیں ”یہ سب کو ان کے کہا، یا اس طرح نرسو کی پوجا کرو (مصلحتوں سے NERSOO محفوظ رہو گے) چنانچہ جاہل لوگ ان کی باتوں میں آکر ہفتہ واری یا مہینہ واری، نقدی یا اجناس مند کو بیچتے ہیں۔ اور جب کسی وجہ سے بند کر دیتے ہیں تو یہ شیاطین مختلف طریقوں سے پریشان کرتے ہیں۔ اسکی بے شمار مثالیں اس کتبہ کے مشاہد میں آچکی ہیں۔ سولانا ہزار کی

## آیۃ الکرسی

آیت الکرسی سورہ بقرہ کی ایک عظیم آیت ہے جسکو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات قرآنی کا سرور قرار دیا ہے۔ (ترمذی)  
ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعبؓ سے دریافت کیا اے ابوالمذکر قرآن کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟

حضرت اُبی بن کعبؓ نے عرض کیا آیۃ الکرسی

آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا تم کو علم مبارک ہو۔

یہ آیت آیۃ الکرسی کے نام سے مشہور رہے اور احادیث میں اسکی بھی نام ملتا ہے، الکرسی کا اردو ترجمہ ”کرسی“ ہی کیا گیا ہے لیکن اس کے وہ محدود معنی نہیں جو اردو زبان میں مراد لیے جاتے ہیں (بیٹھنے کی محدود چیز) بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی جیسے بے نشان و گمان ہے اسی طرح اسکی کرسی بھی ہماری عقل و گمان سے بالاتر ہے، عہد سلف کے محتاط مفسرین کرام نے اس قسم کے الفاظ کی عموماً یہی تفسیر کی ہے، اور اسکی پوری حقیقت کو اللہ کے حوالہ کیا ہے اور اس میں غور و خوض، بحث و مباحثہ کو پسند نہیں کیا۔ یہ ان کا قابلِ احترام طرزِ عمل ہے۔ (فَجَزَاهُمْ اللَّهُ خَيْرًا)

تقریباً ہم کیلئے بعض حضرات نے احادیث کی روشنی میں یہ وضاحت کی ہے کہ اللہ کی کرسی اُسکے عرشِ عظیم سے چھوٹی اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمین بڑا جم رکھتی ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرسی کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

اے ابوذر! ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک حلقہ (چھلکہ) ایک بڑے میدان میں پڑا ہو، اور عرش عظیم اس کرسی سے اتنا بڑا ہے جیسے وہ میدان اس چھلکے سے بڑا ہے۔

صحابی رسول حضرت ابن عباسؓ نے کرسی کے ایک معنی "علم الہی" بیان کئے ہیں اسی پیروی میں بعض اہل تفسیر نے کرسی کا ترجمہ "علم" کیا ہے

کُرْسِيَّہُ اَنْیُّ عِلْمُہُ (ابن جریر) اَلْکُرْسِیُّ هُوَ الْعِلْمُ (کبیر) اَنْیُّ وَسِعَ عِلْمُہُ (کثات) اور بعض دوسرے مفسرین نے کرسی کا ترجمہ "قدرت" اور "حکومت" کیا ہے۔ قِيلَ کُرْسِیُّہُ مُلْکُہُ (معالم التنزیل) وَقَالَ قَوْمٌ کُرْسِیُّہُ مُلْکُہُ وَ سُلْطَانُہُ (تفسیر کبیر کثات)

یعنی اللہ کی کرسی سے اُس کا ملک و اقتدار مراد ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ !

اس لحاظ سے کرسی کے یہ معنی ہوئے کہ اُس کا علم و اقتدار آسمانوں اور زمین

پر چھایا ہوا ہے

الغرض: اَلْکُرْسِیُّ سے مراد کرسی ہو یا علم و اقتدار الہی وہ تمام کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور کوئی چیز اس کے قبضے اور احاطے سے باہر نہیں۔

آیۃ اَلْکُرْسِیِّ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات کی جو وضاحت کی ہے وہ ایسی کامل و مکمل ہے جسکی نظیر سے کائنات عاجز و بے بس ہے، آیت کے دس جملے ہیں۔

آیت الکرسی:

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمۡ وَمَا خَلْفَہُمۡ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤْدُہٗ حِفْظُہُمَا وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

(بقرہ: ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اُسکے سوا کوئی سہرہ نہیں زندہ ہے (جسکو کبھی موت نہیں آسکتی) سنبھلنے والا ہے (تمام کائنات کا) نہ اسکو اوجھڑا سکتی ہے نہ نیند۔ اُسی کے ملک میں سب کچھ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے بغیر اسکی اجازت کے، وہ جانتا ہے تمام حاضر و غائب کے حالات کو اور تمام موجودات اسکے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لاسکتے مگر جس قدر آگاہی دینا وہی چاہے۔ اُنکی کرسی (یعنی بڑی جگہ اُس) نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اُن دونوں (آسمان و زمین) کی حفاظت کچھ گراں (بھاری) نہیں گزرتی، وہ عالی شان عظیم الشان ہے۔

آیت اَلْکُرْسِیِّ میں جہاں توحید ذات اور صفات کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ وہاں اس آیت کے بالے میں بڑی فضیلت اور برکتیں بیان کی گئی ہیں، خاص طور پر شیاطین و شریر جنات سے حفاظت اور اُن کی وسوسہ اندازی اور دست درازی سے بچنے کیلئے آیت الکرسی کا سہارا لیا گیا ہے،

اس آیت کے معنی و مفہوم سے جہاں معرفت الہی حاصل ہوتی ہے الفاظ کی تلاوت سے بھی بہت سے دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں اس سلسلے میں بکثرت احادیث موجود ہیں، یہاں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے، امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کو صدقہ فطر کی ٹھکانی کیلئے مقرر فرمایا تھا ایک رات وہ ٹھکانی کر رہے تھے کہ آدمی رات کے

کے بعد ایک شخص آیا اور غلہ سیٹنے لگا، ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، اُس شخص نے کہا میں محتاج و فقیر انسان ہوں، میرا بڑا کنبہ ہے ان کے غذا پانی کا میرے ہاں انتظام نہیں آپ مجھے معاف کر دیجئے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اُسے چھوڑ دیا، صبح بعد فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا اے ابو ہریرہؓ، گزشتہ رات کے قیدی کو تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس نے اپنی غربت اور فاقہ کشی اور اولاد کی کثرت کا ذکر کیا، مجھکو اُس پر ترس آیا میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ جھوٹا تھا دوبارہ پھر آئیگا، آپ کے اس ارشاد پر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ ضرور آئیگا، دوسری رات میں تاک لگا کر بیٹھا رہا آدمی رات بعد وہ پھر آیا اور غلہ سیٹنے لگا میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا۔ اُس نے کہا: مجھے ایک دفعہ اور معاف کر دو۔ میں بچے والا غریب آدمی ہوں آئندہ نہیں آؤں گا۔ اسکی اس عاجزی و بے بسی پر مجھے رحم آیا اور میں نے اسکو چھوڑ دیا صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا ابو ہریرہؓ رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے اپنی غربت و افلاس کی سخت شکایت کی اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کیا تو میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا بہر حال وہ جھوٹا تھا پھر آئیگا، تیسری رات میں نے پھر نگرانی کی وہ سب معمول آیا اور غلہ سیٹنے لگا میں نے اسکو فوری پکڑ لیا اور سختی سے کہا کہ تو ہر بار جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ آئندہ نہیں آؤں گا یہ تیسری تیری چوری ہے۔ اب میں تجھ کو بہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس پر اُس نے کہا اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاؤں گا جو آپ کو نفع دینگے۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ اُس نے کہا:

”جب آپ بستر پر سونے لگیں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں، ساری رات آپ کی حفاظت کیلئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اور شیطان صبح تک قریب نہیں آسکتا“

یہ مفید بات سنکر میں نے اُسے چھوڑ دیا صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا اے ابو ہریرہؓ رات کے تمہارے قیدی کا کیا قصہ ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے مجھے چند ایسے کلمات بتانے کا وعدہ کیا جس سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نفع عنایت کرینگے تو میں نے اس خیر عظیم کی توقع پر اُسے چھوڑ دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے اس کی تعلیم کردہ پوری بات بیان کر دی اس پر آپ نے فرمایا بیشک اُس نے سچ کہا (آیت الکرسی کی ایسی ہی شان ہے)۔ لیکن ہے وہ جھوٹا (جھوٹا آدمی بھی کبھی سچ کہتا ہے)۔ پھر آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا ابو ہریرہؓ تم جانتے ہو وہ کون تھا؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا۔

آپ نے ارشاد فرمایا وہ شیطان تھا، (دواء البخاری، ابن کثیرؒ)

صحابہ کرام اور تابعین عظام کے دور میں بچوں کو یہ تعلیم دی جاتی تھی کہ وہ سونے سے پہلے تازہ وضو کر لیں اور آیت الکرسی اور معوذتین دُکُلْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ، قُلْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّاسِ تین تین مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ صحابہ کرام اور تابعین کرام کا خود اپنا معمول بھی یہی تھا معلوم نہیں کس دور سے یہ اہم اور مفید ترین عمل بترک ہو گیا۔ اور اسلامی گھرانے اس مبارک عمل سے خالی ہو گئے۔ اس عمل میں جہاں دارِ آخرت کا فائدہ تھا۔ دُنیا کی زندگی میں بھی عافیت و حفاظت نصیب تھی یہ موجودہ اسلامی معاشرہ کا بڑا سانحہ ہے جو مسلم گھرانوں میں پھیل گیا۔

( اَللّٰهُمَّ وَفَّقْنَا لِبَصَائِحِ الْاَعْمَالِ وَارْزُقْنَا لِحُلُقِ )

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں ایک اور واقعہ نقل کیا ہے۔  
حضرت اُبی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میرا ایک گودام تھا جس میں کھجوریں محفوظ کی جاتی تھیں۔

لیکن اُس میں ہر روز کچھ نہ کچھ کمی محسوس کرتا تھا ایک رات میں اس کی حفاظت کیلئے بیٹھ گیا کچھ دیر بعد ایک نوجوان لڑکا جو جانور کی شکل میں تھا اچانک آگیا، میں نے اسکو سلام کیا، اُس نے جواب دیا، پھر میں نے پوچھا، تم انسان ہو یا جن؟ اُس نے کہا تم جنات کو تو جانتے ہو لیکن اُن میں مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں، میں نے کہا تو پھر تم کو یہ بزدل حرکت کر سکی ضرورت کیوں پیش آئی؟ (یعنی چوری) کہنے لگا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم صدقات و خیرات کرنے کو بہت پسند کرتے ہو اس لئے تمہارے غلے سے کچھ برکت حاصل کرنا چاہا،

حضرت اُبی بن کعبؓ نے اُس سے پوچھا پھر تم لوگوں سے حفاظت کی کیا صورت ہے؟ اُس جہنی نے کہا بس آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، ہم سے حفاظت ہو جائیگی۔

حضرت اُبی بن کعبؓ کہتے ہیں۔ دوسرے دن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا — ”صَدَقَ الْخَبِيثُ“۔  
(رواہ حاکم وقال صحیح الاسناد)

یہ دونوں واقعات آیت الکرسی کی فضیلت ظاہر کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں واقعات کی تصدیق فرمادی کہ یہ ایک حق بات تھی جو جھوٹوں کی زبان سے نکل گئی۔ رات کا وقت عموماً شیاطین اور جنات کے منتشر ہونے کا ہوتا ہے رات کی تاریکی ان کی روشنی کا کام دیتی ہے، وہ تمام شرور و

فتن جو شیاطین و جنات کا محبوب ترین مشغلہ ہیں رات ہی کے وقت تکمیل پاتے ہیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح و شام خاص طور پر سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لینے کی تلقین فرمائی ہے۔ تاکہ شیاطین کے مکر و فریب اور ان کی ریشہ دوانیوں سے حفاظت ہو سکے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سورہ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآنی آیات کی سردار ہے، جس گھر میں شیطان موجود ہو اس آیت کی تلاوت کرنے سے شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور وہ عظیم آیت ”آیت الکرسی“ ہے۔ (رواہ الحاکم)

ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ایک اور واقعہ نقل کیا ہے،

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک انسان کی ایک جن سے ملاقات ہو گئی اُس جن نے کہا اگر آپ مجھے چت کر دیں تو میں ایک ایسی عظیم آیت بتاؤں گا جس کو آپ پڑھ کر اپنے گھر میں داخل ہوں گے تو اس گھر میں شیطان داخل نہ ہو سکے گا؟ چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا تو انسان نے اُس جن کو چت کر دیا۔

پھر اس انسان نے اُس جن سے کہا تو تو ایک دُلا پتلا کمزور جسم والا ہے اور تیرے دونوں ہاتھ کتے کے ہاتھوں کی طرح ہیں کیا جنات سب کے سب ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟ یا تیری ہی ایسی شکل ہے؟ اُس نے کہا میں جنات میں طاقتور ہوں، آپ مجھ سے دُوبارہ مقابلہ کریں؟ چنانچہ دُوبارہ مقابلہ ہوا تو انسان نے اس جن کو چت کر دیا اُسے بعد اُس جن نے کہا کہ جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہو کر آیت الکرسی پڑھے تو اس گھر سے شیطان فوری بھاگ کھڑا ہوگا، اور اس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے۔

اس واقعہ کے نقل کرنے والے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ وہ انسان

کیا عمر بن الخطاب تھے؟ آپ نے فرمایا عمر بن الخطاب کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں؟  
(ابن کثیر: ج ۱ تفسیر سورۃ بقرہ)

یعنی یہ واقعہ سیدنا عمر بن الخطاب کا ہے۔

### دفعِ شیطین کا ایک اور طریقہ

شیاطین اور جنات کے اپنے ٹھکانے اور مقام ہوا کرتے ہیں جہاں وہ رہتے جیتے ہیں ان کے شہروں اور ملکوں کا حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، قرآن اور احادیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں ملتی جس سے ان کے محل وقوع کا پتہ چلے البتہ احادیث میں چند ایک واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام کیلئے ان کے شہروں کا سفر فرمایا تھا ایسی روایات حدیث ”کَلِمَةُ الْجَنِّ“ کے نام سے کتب حدیث میں موجود ہیں جن کے ایک راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہیں بلکہ یہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس سفر میں شریک بھی رہے ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

بہر حال انسانوں کی طرح شیاطین و جنات کے بھی شہر اور ملک ہیں اُس میں یہ رہتے جیتے ہیں لیکن انسانی آبادیوں میں بھی کثرت سے آمد و رفت رکھتے ہیں خال طور پر انسانوں کو گمراہ کرنے اور اسلام و ایمان سے دور رکھنے کیلئے انسانوں میں خلا بھی رکھتے ہیں بعض اوقات خالی مکانات اور دیروڑوں میں بھی اپنا ٹھکانہ بنا لیتے ہیں، اور انسانوں کو پریشان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیاطین کو دور کرنے اور اُن کے شر سے بچنے کیلئے جہاں بعض قرآنی آیات تلاوت کرنیکی ہدایت فرمائی ہے وہاں ایسے موقع پر بلند آواز سے اذان پڑھنے کی بھی تلقین کی ہے۔ خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو، شیطان پر اذان کی آواز سخت بھاری پڑتی

ہے اور وہ اُس کو برداشت نہیں کر سکتا راہ فرار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں پاتا اور وہ اس مقام سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ مسلم شریف میں ایک روایت ہے۔ حضرت ہبیل کہتے ہیں کہ میرے والد ابو صالح نے مجھ کو اپنے کسی کام کیلئے قبیلہ بنو حارثہ جانے کیلئے روانہ کیا میرے ساتھ میرا ایک دوست بھی تھا جب ہم وہاں پہنچے تو ایک باغ کے اندر سے کسی پکارنے والے کی آواز آئی جو میرے اُس دوست کا نام لیکر آواز دے رہا تھا میرے دوست نے باغ کی دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا، ہم واپس ہو گئے پھر میں نے اپنے والد ابو صالح سے یہ قصہ بیان کیا تو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کا پہلے سے احساس ہوتا تو تم کو ہرگز روانہ نہ کرتا تا کہ تم اس پریشانی میں مبتلا نہ ہوتے بہر حال جب کبھی ایسی صورت حال پیش آجائے تو فوری اذان پڑھ دیا کرو، کیونکہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جب اذان پڑھی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

فقہائے احناف نے بھی تصریح کی ہے کہ کسی مکان یا دیرانے یا صحرا میں اگر شیطانی اثرات محسوس کئے جائیں تو وہاں بلند آواز سے اذان پڑھ دینی چاہیے، اس عمل سے شیطان فرار ہو جاتا ہے اور اسکے شر سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

### اندرون خانہ اور بیرون خانہ

کائناتِ انسانی کے ہر فرد کو اپنی موت تک دو حالتوں سے بہر صورت دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مکان میں یا مکان سے باہر۔  
یعنی انسان کی پوری زندگی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے یا وہ اپنا



وقت گھر میں صرف کرتا ہے یا گھر سے باہر گزارتا ہے۔ میری ایسی کوئی حالت نہیں کہ وہ اپنے اوقات کہیں اور گزارے گویا انسانی زندگی کے کل دو گھر ہوئے اندرون خانہ، بیرون خانہ،

یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کی موت یا گھر میں ہوئی یا گھر سے باہر، اس گھر کی حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد گھر پر زندگی کی اہمیت اور اس کی نزاکت دل کی روشنی کی طرح واضح اور عیاں ہو جاتی ہے۔

یہ حقیقت ہم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے بتائی ہے کہ کس طرح ان دونوں گھروں میں حفاظت و سلامتی چین و سکون، راحت و آرام کیساتھ گزارا کیا جاسکتا ہے۔

آپ کی ہدایات عظیمہ میں گھر سے باہر ہوتے وقت اور باہر سے گھر میں داخل ہوتے وقت دعائیہ کلمات کا وہ عظیم درس ملتا ہے جس پر عمل کرنے سے اندرون خانہ اور بیرون خانہ زندگی محفوظ ہو جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی اپنے گھر سے نکلے وقت یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

تو ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کُنِيتَ وَوُقِيتَ وَهُدِيتَ۔ (ترجمہ) تیری ذمہ داری قبول کر لی گئی۔ اور تیری حفاظت کر لی گئی، اور تو راویاں ہو گیا، وَتَنَجَّيْ عَنْهُ الشَّيْطَانُ۔ اور شیطان اُس شخص سے دور ہو جاتا ہے اور پہلا شیطان دوسرے شیطان سے کہتا ہے اُس شخص کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جو ہدایت پا گیا، اور اُس کی ذمہ داری قبول کر لی گئی، اور وہ محفوظ ہو گیا

(مجمع الترمذی، ابوداؤد کتاب الادب ۶۹۵)

یعنی اب ایسے شخص پر شیطان کا کوئی حربہ کار آمد نہیں ہو سکتا اور وہ اللہ

کی حفاظت میں آگیا اور اللہ تعالیٰ نیکی کاروں کا عمل ضائع نہیں کرتے۔ اسی طرح باہر سے گھر میں داخل ہوتے وقت اگر انسان وہ دعا پڑھ لیا کرے جو احادیث میں منقول ہے تو گھر میں شیطان کے داخلہ پر پابندی ہو جاتی ہے اور وہ اپنی جماعت سے کہتا ہے کہ آج تمہارا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب کوئی انسان اپنے گھر میں داخل ہوا، پھر کھانے سے پہلے بھی اللہ کا ذکر کیا تو شیطان اپنی جماعت سے کہتا ہے :

لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ

ترجمہ: (تمہارا اس گھر میں نہ قیام نہ طعام)

اور جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ اب تمہارا اس گھر میں داخلہ مل گیا اور جب کھاتے وقت بھی آدمی اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اپنی جماعت میں اعلان کر دیتا ہے۔

أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ (مسلم، کتاب الادب ۶۹۲)

ترجمہ: (اب اس گھر میں تمہارا قیام بھی ہو گیا اور کھانے پینے کا انتظام بھی)

گھر سے نکلنے اور داخل ہوتے وقت احادیث میں کی ایک دعائیں ملتی ہیں جو بھی دعا پڑھ لی جائے مذکورہ بالا فوائد کیلئے کافی ہے، تاہم دو مشہور دعائیں نقل کرتے ہیں، جس کو یاد کر لیا جائے تو عمل میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

### گھر سے نکلنے کے وقت کی دعاء

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُخْلَلَ اَوْ اُصَلَّ، اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ

اَوْ اُظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اُجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَیَّ (ابوداؤد کتاب الادب)

ترجمہ: (اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں گمراہ ہونے سے یا گمراہ کئے جانے سے یا الغرض کھانے سے یا الغرض میں مبتلا ہو جانے سے یا ظلم و زیادتی کرنے سے یا مجھ پر ظلم ہونے سے یا جہالت کرنے سے یا جہالت میں مبتلا ہونے سے)

### گھر میں داخل ہونے کے وقت کی دعاء

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ السُّوْلِ وَخَیْرَ الْمَخْرِجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَ عَلَی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا (ابوداؤد)  
ترجمہ: (اے اللہ میں آپ گھر میں داخل ہونے کی برکت چاہتا ہوں اور باہر ہونے کی برکت چاہتا ہوں اللہ ہی کے نام پر ہم داخل ہوتے ہیں اور اللہ ہی کے نام پر باہر ہوتے ہیں اور اللہ ہی پر ہمارا بھروسہ ہے جو ہمارا پروردگار ہے)

اس دعا کے بعد پھر گھر والوں کو سلام کرے بہر حال یہ وہ دو عظیم دعائیں ہیں جن کے ذریعہ اندرون خانہ اور بیرون خانہ (باہر) ہر قسم کے آفات و شرور و فتن سے حفاظت ہو جاتی ہے، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان و کرم ہے جنہوں نے آخرت کی صلاح و فلاح کے علاوہ دنیا کی راحت و عافیت کا راز بھی بیان فرمایا۔  
اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی عَبْدِکَ وَرَسُوْلَکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ قَالِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

### غضب اور طیش کے وقت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دریافت فرمایا جانتے ہو بہادر کون ہوتا ہے؟

ہم نے عرض کیا وہ جو لوگوں کو بچھاڑ دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ایسا نہیں بلکہ بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (صحیح مسلم)  
حضرت سلیمان بن صردؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا دو آدمیوں کو دیکھا کہ آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں ان میں سے ایک کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا اور رگیں ابھر گئی تھیں یہ منظر دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ ایسے وقت پڑھ لے تو یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا، وہ کلمہ یہ ہے  
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ  
اگر یہ پڑھ لے تو غصے اور طیش کی یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

### ایک عظیم ضمانت

انسان کو اپنی زندگی میں بارہا بیماروں، مصیبت زدہ آدمیوں، پریشانی حال انسانوں سے ملاقات کا سابقہ پڑتا ہے، اگر ملاقات نہ بھی ہو تو ایسے مناظر دیکھنے اور سننے میں ضرور آتے ہیں۔ ایسے وقت فطری طور پر دل پر اگندہ ہو جاتا ہے اور آدمی دل ہی دل میں اس مصیبت اور پریشانی سے پناہ طلب کرنے لگتا ہے، اور چاہتا ہے کہ زندگی بھر اس مصیبت سے سابقہ نہ پڑے، دل کی یہ خواہش فطرت کا تقاضہ بھی ہے، دنیا میں ایسا کوئی نہیں جو مصائب اور آلام کو پسند کرتا ہو چہ جائیکہ اُس میں مبتلا ہو جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کرم و عنایت ہے کہ آپ نے اپنی اُمت کو اس مصیبت سے محفوظ رہنے کیلئے ایک خاص دعا کی تعلیم فرمادی۔  
آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی کسی مصیبت زدہ انسان کو دیکھے یا کسی آفت

و حادثہ کو دیکھے اور اُس وقت یہ کلمات پڑھ لے تو زندگی بھر وہ مصیبت یا آفت اسکے قریب تک نہ آئیگی۔ خواہ وہ کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ ہو۔  
(ترمذی) وہ دعا یہ ہے۔

اَلْحَسْبُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَاقَبَ فِیْ مِکَا اِبْنِ کَلْبٍ بِہٖ وَفَضَّلَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

ترجمہ: (تمام قرین اس اللہ کیلئے سزاوار ہے جس نے مجھے اُس آفت سے محفوظ رکھا ہے جس میں کچھ کو مبتلا کیا ہے۔ اور اپنی بہت ساری مخلوق پر مجھ کو فضیلت بھی دی ہے)

تنبیہ: اہل علم فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا کلمات اپنے دل میں کبھی بلند آواز سے نہ پڑھیں تاکہ بیمار یا مصیبت زدہ انسان ان کلمات کو سن کر تکلیف نہ محسوس کرے۔ کلمات کا اصل مقصود تو دعا ہے جو اللہ کی حمد و ثنا کے ساتھ حضور رب میں پیش کی جا رہی ہے۔ (نوی) الاذکار

### دُعَا رِذَا التُّوْنِ

انبیاء کرام کے واقعات میں سیدنا یونس علیہ السلام کا واقعہ بھی خصوصی شان کا حامل ہے انہوں نے اپنی قوم پر عذاب الہی کے آثار دیکھ کر یقین کر لیا کہ اب کسی بھی لمحہ عذاب الہی ٹوٹ پڑنے والا ہے۔ وطن چھوڑ دیا اور ہجرت کر گئے، حکم الہی کا انتظار نہ فرمایا، سمندر کی راہ اختیار کی درمیان سفر ایک مچھلی نے ان کو اپنا لقمہ بنا لیا (تفصیل کہیں ہماری کتاب "ہدایت کے چراغ ج ۲" تذکرہ سیدنا یونس علیہ السلام مطالعہ کیجئے) سیدنا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں ایک ایسی عظیم دعا کی جس پر رحمت الہی متوجہ ہو گئی۔

مچھلی نے کنارے آکر انہیں اُگل دیا۔  
اللہ تعالیٰ نے سیدنا یونس علیہ السلام کو ذَا التُّوْنِ کا لقب عطا کیا۔  
(مچھلی والے) اور وہ اسی لقب کا پیکارے بھی گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا میں ایک کلمہ ایسا بھی جانتا ہوں جسکو کوئی بھی مصیبت زدہ آدمی پڑھ لے تو اُسکی بلا و مصیبت دور ہو جائیگی (خواہ وہ مصیبت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو) وہ دعا میرے بھائی یونس علیہ السلام کی فرمودہ ہے جب کہ انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو پکارا تھا۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ"

(کتاب ابن اسنی و ترمذی)

ترجمہ: (اے آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (تمام عیوب) پاک ہیں

میں بے شک قصور وار ہوں)



## صلوٰۃ استخارۃ

استخارہ کے معنی (خیر و بھلائی کا طلب کرنا) جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بات ہمارے لئے بہتر اور مفید ہے وہ حاصل ہو جائے، اگر یہی استخارہ دعائیں شامل کر لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ہم اپنی حاجت و ضرورت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حوالہ کرتے ہیں اور اُس سے خیر و بھلائی مانگتے ہیں اور شر اور نقصان سے حفاظت و پناہ چاہتے ہیں۔

دنیا کے کسی بھی جائز کام میں خیر و شر، نفع و نقصان، کامیابی و ناکامی کے دونوں پہلو ہوا کرتے ہیں گویا وہ کام یا خیر ہی خیر ہوا کرتا ہے یا شری شر۔ ایک تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ کام نہ خیر ہو نہ شر بلکہ ضائع و عبث ہو جائے لیکن یہ صورت بھی شری کی ایک قسم ہے کیونکہ خیر سے تو بہر حال خالی ہی ہے، اس لحاظ سے دنیا کا ہر جائز کام دو حیثیت رکھتا ہوگا یا وہ خیر ہوگا یا شر، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی بھی انسان کو اپنے کام کے انجام و نتیجے کا علم نہیں ہوتا البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعض غیبی امور پر اپنے بعض رسولوں کو مطلع کیا ہے۔ باقی سب انسان اپنے نتائج و عواقب سے بے خبر ہیں، یہی وجہ ہے کہ چھوٹا بڑا، امیر و غریب، قوی و ضعیف سب اپنے نفع و فائدے کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ اور ضرر و نقصان سے بچنے کی تدابیر کرتے ہیں، کوئی اپنا مقصد پالیتا ہے اور کوئی ناکام ہو جاتا ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایک ایسا مضبوط اور مفید طریقہ بتلایا

ہے کہ اس کے اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندے کی اُس حاجت و ضرورت کے کفیل ہو جاتے ہیں وہ چیز جس کا بندہ طلب کار ہے اگر اس کے حق میں مفید اور بہتر ہو تو اس کے اسباب فراہم کر دیتے ہیں اور اگر شر و نقصان ہو تو اُس سے بچا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا والا کبھی ناکام نہیں ہوتا اُس کی کامیابی تو بہر حال کامیابی ہے ناکامی بھی کامیابی ہے۔ (کیونکہ وہ نقصان و شر سے محفوظ ہو گیا) حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ کی دعا اس طرح یاد دلاتے تھے گویا وہ قرآن حکیم کی کوئی سورت ہے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کو کوئی ضرورت یا حاجت پیش آئے تو تازہ وضو کر کے دو رکعت نفل (صلوٰۃ الاستخارہ) پڑھیں۔ پھر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے رسول پر درود و سلام پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔ (بخاری)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ  
وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ  
تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ، وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ  
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ  
اَمْرِیْ، فَاقْدِرْ لِّیْ وَ یَسِّرْ لِّیْ ثُمَّ بَارِکْ لِّیْ فِیْہِ،

وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ  
مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنْیْ وَ احْصِرْ فِیْہِ عَمَلِیْ  
وَ اقْدِرْ لِّیْ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہِ

(خط کشیدہ جگہ پر اپنی حاجت و ضرورت کا خیال کریں جو اللہ تعالیٰ کے  
مصور پیش کی جا رہی ہے)

رسول جبرئیل: اے اللہ آپ کے علم کے وسیلے سے خیر مانگتا ہوں اور آپ کی قدرت کے وسیلے سے طمانت و قدرت طلب کرتا ہوں اور آپ کے فضل عظیم کے صدقہ سے سوال کرتا ہوں کیوں کہ آپ قادر ہیں اور میں بے قدرت ہوں اور آپ علم والے ہیں اور میں بے علم ہوں اور آپ کل غیب کے جاننے والے ہیں اے اللہ اگر آپ کے علم میں یہ کام میرے لیے بہتر ہے میری دنیا اور دین اور انجام کے لحاظ سے تو آپ اسکو مقدر کر دیجئے اور آسان کر دیجئے پھر اُس میں برکت ڈال دیجئے۔

اور اگر آپ کے علم میں یہ کام میرے لئے بُرا ہے میری دنیا اور دین اور انجام کے لحاظ سے تو آپ اسکو مجھ سے دور فرما دیجئے اور مجھ کو اس سے دور کر دیجئے اور میرے لئے جو بھی خیر ہو اسکو مقدر فرما دیجئے۔ پھر اُس پر غصہ کو خوش کر دیجئے۔

امام قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جس جماعت نے بھی رضائے الہی کیلئے استخارہ کیا اُس کو اسی بات کی ہدایت نصیب ہوئی جو اُن کیلئے سب سے بہتر تھی۔

(الوابل الصیب۔ ابن القیمؒ)

صلوٰۃ استخارہ کی بس یہی حقیقت ہے اس عمل کے بعد اپنی جائز حاجت کے اسباب اختیار کریں اور کام شروع کر دیں چونکہ آپ نے اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا ہے۔ اب جو بات بھی پیش آئے وہ خیر ہی ہوگی اُسی پر ایمان و یقین رکھنا چاہیے۔

صلوٰۃ استخارہ کی کوئی مخصوص تعداد نہیں ہے فوری اور موقتی ضرورت پر ایک مرتبہ پڑھ لی جائے۔ اور اگر اتنا بھی وقت نہ ہو تو کام سے پہلے صرف دُعا پڑھ لی جائے۔

(کتاب الاذکار نووی)

### یادداشت

عوام الناس میں یہ جو مشہور ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خواب آتا

ہے یا کوئی چیز معلوم ہو جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ بے اصل اور عوامی بات ہے، اگر کسی کو کچھ نظر بھی آگیا ہو تو یہ اُسکا اپنا خیال ہے استخارے کی حقیقت نہیں۔ استخارے کی حقیقت وہی ہے جو اوپر بیان کر دی گئی۔

اسکے علاوہ عوام الناس میں استخارے کے اور بھی طریقے رائج ہیں جن میں مختلف وظیفے اور آیات قرآنی کا ورد کیا جاتا ہے اور اسکے ذریعہ اپنے مقصد وارادوں کے استخارے معلوم کئے جاتے ہیں۔ یہ سب باتیں نہ قرآن حکیم سے ثابت ہیں اور نہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی اور نامرضی معلوم کر نیکا صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ قرآن و حدیث ہیں اسکے علاوہ سب کچھ اپنے اپنے اندازے اور خیالات ہیں۔ استخارے کے تعلق سے احادیث کے ذخیرہ میں یہی طریقہ نقل کیا گیا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اگر کسی بزرگ نے کسی کو کوئی اور استخارہ تعلیم کیا ہو۔ اور وہ طریقہ اسکو مفید ثابت ہوا تو یہ استخارہ نہیں ہے اور نہ اُسکی نقل کرنی درست ہے، اتباع تو صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام ہی کی کرنی چاہئے اس میں عافیت ہے اور نجات بھی،

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الحزاب: ۲۱)

(یقیناً تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات محمدؐ نمونہ ہے۔)

## سُورَةُ اخْلَاصٍ

قرآن حکیم کی یہ چھوٹی سورت جس کا نام "سُورَةُ اخْلَاصٍ" ہے اپنے معنی و مفہوم میں گویا ایک مستقل قرآن کی حیثیت رکھتی ہے، اس سورت میں اسلام کے اولین اور بنیادی عقیدے "توحید" کی دعوت دی گئی، اور اس کا کامل ترین تصور پیش کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو ایک تہائی قرآن قرار دیا ہے،  
(بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد)  
جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ قرآن حکیم نے جس آخری دین کو پیش کیا ہے اس کی بنیاد تین عقیدوں پر قائم ہے،

تَوْحِيدٌ ، رِسَالَتٌ ، اٰخِرَتٌ

سُورَةُ قُلْ صَوَّالٌ میں چونکہ توحیدِ خالص کا بیان ہے، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک تہائی قرآن کے برابر قرار دیا ہے، جو اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے اسی حقیقت کی جانب اشارہ و تحریج الاسلام ابن تیمیہؒ نے سُورَةُ اخْلَاصٍ کی تفسیر میں ایک روایت نقل کی ہے، حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ شہر خیبر کے چند یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپؐ اس طرح گفتگو کی اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا اور آدم (علیہ السلام) کو پختی مٹی سے، ابلیس کو آگ کے

شعلے سے، آسمان کو دھوئیں و بادل سے، اور زمین کو پانی کے جھاگ سے بنایا ہے، اب آپؐ یہ بتائیے کہ آپ جس خدا پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں وہ کس چیز سے بنا ہے۔؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا، کچھ دیر بعد جبریل امین نازل ہوئے اور فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہیے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱؎ تب آپؐ نے ان کے سامنے پوری سورت تلاوت فرمادی اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔

اس طرح بعض اور روایات بھی نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات یہودیوں کے علاوہ کہ مکہ کے مشرکین بھی ایسا ہی سوال کیا کرتے تھے، ان سب کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سورت کی تلاوت فرمادیا کرتے تھے، سورت میں اللہ تعالیٰ کے ذاتِ عالی اور اس کی صفاتِ اعلیٰ کی جامع ترین وضاحت ہے،

ایک صحابی نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل هو اللہ احد ۝۱؎ پڑھا کرتے تھے۔ دوسرے صحابی نے ان کے اس عمل پر ٹوکا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپؐ نے اُن صحابی کو طلب فرمایا اور فریت فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟

اُن صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس سورت سے بہت زیادہ محبت ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا تو پھر تم کو اس کی محبت جنت تک پہنچا دیگی۔ (مسلم و بخاری)  
حضرت ابو امامہ الباہلیؓ کہتے ہیں کہ جن دلوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں قیام پذیر تھے۔ جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

معاویہ بن معاویہ مرنے کے نماز جنازہ میں شرکت کیجئے (ان صحابی کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان کی طرف تشریف لائے جسریل امین ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ تھے پھر انہوں نے اپنا دایاں بازو پہاڑوں پر رکھا تو وہ زمین کے برابر ہو گئے۔ پھر اپنا بائیں بازو زمین پر رکھ دیا تو وہ پست ترین ہو گئی یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ نظر آنے لگے۔ (حضرت معاویہ مرنے کا جنازہ سامنے ہو گیا) آپ نے اور جسریل امین اور فرشتوں نے نماز جنازہ ادا کی، فراغت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسریل امین سے پوچھا معاویہ مرنے کو یہ بلند مقام کیوں کر حاصل ہوا؟ جسریل امین نے کہا معاویہ مرنے چلتے پھرتے اُسٹے بیٹھے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

(الذکار نو دی ۲۶۵ و تفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ الاخلاص فیہ معاویہ بن معاویہ الشیخ)



## سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ

استغفار کے معنی معافی طلب کرنا اور رحم کی درخواست کرنا، بندہ جب اللہ سے گناہوں کی معافی اور مغفرت طلب کرتا ہے تو ایسے عمل کو اسلامی زبان میں "استغفار" کہا جاتا ہے۔ انبیاء کرام کے علاوہ کون انسان ایسا ہے جس سے خطا، لغزش، تاوٹ اور گناہ نہ ہوتے ہوں؟ بھول و غفلت بھی خطا ہی کی ایک قسم ہے کم از کم اس تفسیر کے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

كُلُّكُمْ مُخْطَاٌ وَّنَ (الحیث)

تم میں ہر ایک خطا کار ہے

خطا اگر ارادے اور اختیار سے ہو تو وہ گناہ اور نافرمانی قرار پاتی ہے اور اسی پر جزا و سزا کے فیصلے ہوتے ہیں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ گناہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ چاہے تو سزا دے یا اپنے فضل و کرم سے معاف کر دے اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے جب اُن سے کوئی نامناسب بات سر ہو تو وہ فوری توبہ کرتے ہیں۔ اور پھر اُس خطا سے دور بھی ہو جاتے ہیں۔ قرآن حکیم نے انبیاء کرام کے حالات میں اکثر یہ بات نقل کی ہے کہ جب کبھی اُن سے کوئی بھول یا غفلت ہو گئی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں فوری رجوع ہوئے اور معافی اور مغفرت طلب کی ہے۔ توبہ اور استغفار انبیاء کرام کی سنت اور انکا

پسندیدہ عمل تھا اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں یہ عمل اتنی کثرت سے ملتا ہے جسکا ہم اندازہ کر نہیں پاتے آپ ارشاد فرماتے ہیں اے لوگو! اللہ کی جناب میں بار بار توبہ کرو میں خود ہر روز ستر سے زائد مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

آپ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے کہ جس نے استغفار لازم کر لیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے فراخی کا سامان پیدا کر دیا۔ اور ایسے مقام سے اسکو رزق دیا۔ جہاں اُسکا گمان بھی نہ تھا۔ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اس طرح خطاب فرمایا: (البوداؤد)

اور تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کرو اور پھر اسکی طرف متوجہ رہو وہ تم کو موت تک پسندیدہ زندگی عنایت کریگا۔ (ہود: ۳)

سیدنا نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اسی طرح مخاطب کیا۔

(اے قوم) تم اپنے پروردگار سے گناہ معاف کرو اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دیکھا۔ اور باغات لگا دیکھا اور تمہارے لئے نہریں بہا دیکھا۔ (نوح: ۱۱۰)

سیدنا ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اسی عنوان سے پکارا۔

اور اے میری قوم تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کرو اور پھر اس کی طرف متوجہ رہو۔ (یعنی عمل صالح کرتے رہو) وہ تم پر خوب بارشیں برسا دیکھا۔ اور تم کو اور قوت دے کر تمہاری (موجودہ) قوت میں ترقی دیکھا اور منہ نہ موڑو گنہگار ہو کر۔ (ہود: ۵۲)

قرآن حکیم کی انہی ہدایات کی روشنی میں سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کیساتھ ایک دفعہ نماز استسقاء اور دعا کرنے نکلے میدان سے صرف استغفار کر کے واپس

لوٹ گئے لوگوں نے کہا امیر المؤمنین آپ نے بارش کے لئے دعا نہیں کی؟ فرمایا میں نے آسمان کے دروازہ کو کھٹکھٹا دیا ہے، پھر سورۃ نوح کی وہ آیات پڑھی جس میں استغفار کرنے پر بارش نازل کر دینا وعدہ ہے۔

امام حسن بصریؒ کی مجلس میں ایک شخص نے موجودہ زمانے کی خشک سالی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ استغفار کرو بارش ہوگی، ایک دوسرے شخص نے افلاس اور تنگ دستی کی شکایت کی، ایک اور نے کہا کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی؟ کسی نے کہا میری زمین کی پیداوار کم ہو رہی ہے؟ — امام حسن بصریؒ نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ توبہ واستغفار کریں سب حاجات پوری ہوئیں۔ حاضرین کے تعجب کرنے پر فرمایا کہ اللہ کا کلام بھی یہی جواب دیتا ہے پھر آپ نے سورۃ نوح کی مذکورہ بالا آیات تلاوت کیں۔ (نوح: ۱۱۰) (دکشاں)

حقیقت یہ ہے کہ توبہ واستغفار ایک ایسا عمل ہے جس سے اللہ کا فضل و کرم متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور مصائب و مشکلات دور ہو جاتے ہیں۔ لیکن عام لوگوں نے توبہ واستغفار کی حقیقت نہ سمجھی جس کی وجہ سے اُن ثمرات کو نہ پایا۔ جو توبہ اور استغفار پر مرتب ہوا کرتے ہیں، جیسا کہ بیان کیا گیا استغفار کے معنی معافی چاہنا، رحم کی درخواست کرنا ہے جس کے مفہوم میں ندامت و شرمندگی، عزم و ارادہ، اور ترک گناہ شامل ہیں گویا استغفار کرنا والا اپنے رب کے آگے گناہ و نافرمانی پر دلی ندامت و شرمندگی کیساتھ معافی طلب کرتا ہے اور آئندہ کیلئے عزم و ارادہ کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا گناہ نہیں کریگا۔ ایسے سچے عزم و ارادہ اور حقیقی ندامت و شرمندگی کے ساتھ جو استغفار ہوگا، وہ سچا و کامل استغفار ہوگا جس پر معافی اور درگزر کا وعدہ کیا گیا ہے اور جس کے ثمرات دنیا و آخرت میں



پورے پورے طور پر ملتے ہیں۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے استغفار کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے اسی بنا پر اہل علم حضرات نے سچے استغفار کے تین ارکان بیان کئے ہیں۔  
 اول گناہ سے فوری علیحدہ ہو جانا۔ دوم اللہ کے حضور دلی ندامت و شرمندگی کرنا۔ سوم آئندہ نہ کرنے کا کامل عزم و ارادہ کرنا، یہ تینوں ارکان سچے استغفار کیلئے واجب و ضروری ہیں ان میں کسی ایک رکن کے بھی نہ پائے جانے پر استغفار ناقص قرار پاتا ہے۔

توبہ کے ان ارکان ثلاثہ کے علاوہ زبان سے بھی استغفار کرنا مستحب ہے قرآن و حدیث میں استغفار کے بہت سارے کلمات ہیں سب سے بہترین استغفار شمار کئے جاتے ہیں قرآن حکیم کا سب سے بہتر اور اعلیٰ استغفار سیدنا یونس علیہ السلام کا استغفار ہے جسکو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھا جسکو مچھلی نے اُن کو اپنا لقمہ بنا لیا تھا۔ وہ استغفار یہ ہے  
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

(سورہ الانبیاء: ۸۷)

اور احادیث کے ذخیرے میں سب سے بڑا استغفار وہ ہے جسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "سید الاستغفار" قرار دیا ہے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى مَهْدِكَ وَعُودِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ

الْبُوءُ لَكَ بِبِعُثَّتِكَ عَلَيَّ وَالْبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ

(بخاری)

ترجمہ: اے اللہ آپ میرے پالنے والے ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں

آپ نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور میں آپ کا بندہ ہوں۔

اور میں آپ کے عہد و پیمان پر حتی الامکان قائم ہوں، میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اُس شر سے جو میں نے کیا ہے۔ میں آپ کے اُس احسان کا اعتراف کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر کیا ہے۔ اور اپنے اُس گناہ کا بھی اعتراف کرتا ہوں جو میں نے کیا ہے۔ پس آپ مجھے معاف کر دیجئے، کیونکہ آپ کے سوا اور کوئی گناہ معاف نہیں کرتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استغفار تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا:

جو کوئی سچے دل سے دن میں یہ استغفار پڑھے گا پھر شام ہونے سے پہلے اُسکی موت آجائے تو وہ اہل جنت میں شمار ہوگا۔

اور جو کوئی سچے دل سے رات کو پڑھے گا پھر صبح ہونے سے پہلے پہلے اُس کی موت آجائے تو وہ (بھی) اہل جنت میں شمار ہوگا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ أَصْحَابِ الْجَنَّةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ



## میزانِ عدل میں گراں وزن نیکیاں

اللہ کا ذکر خواہ کسی بھی لفظ سے کیا جائے بہت بڑی سعادت ہے اگر اسی ذکر کو قرآن و حدیث کے کلمات سے ادا کیا جائے تو ایسا ذکر بہت بڑی شان اور عظمت والا ہو جاتا ہے، اور اس کا وزن ہر اُس ذکر سے بڑھ جاتا ہے، جو اپنے طور پر کیا گیا تھا۔

اللہ کا یہ بڑا فضل و کرم ہے کہ اُس نے اپنی یاد کے طور طریقے بندوں کو خود تعلیم کئے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزید احسان ہے کہ آپ نے اپنی امت کو وہ سب کچھ تلقین فرما دیا جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ تھا۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں انصاف کی ترازو قائم کی جائے گی اور انسان کی ہر چھوٹی بڑی نیکی وزن کی جائیگی، اور اسی وزن کے مطابق جنت کی نعمتیں اور درجات عطا کئے جائیں گے۔

احادیثِ رسول میں ذکر اللہ کے ایسے چند ایک کلمات ملتے ہیں جو اپنی ذات میں مختصر ہونے کے باوجود معنی و مفہوم میں عظیم الشان وزن رکھتے ہیں ایسے کلمات ”میزانِ عدل“ میں نیکیوں کے پہاڑ ثابت ہو گئے، اُن میں سے چند کلمات یہ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ  
حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ سُبْحَانَ

اللَّهِ الْعَظِيمِ“ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: دو کلمے زبان پر نہایت ہلکے ہیں (لیکن) میزانِ عدل میں بھاری

اور وزنی ہیں، اللہ تعالیٰ کو بہت پسند (و بھی) ہیں، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ،

سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ (اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور ہر تعریف

اللہ ہی کے لائق ہے، پاک ہے وہ اللہ جو عظمت والا ہے)

سیدہ جو ہر بیٹا اُم المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ ایک دن نماز پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے سے علی الصبح نکلے اور میں اپنے مصلے پر ہی بیٹھی رہی آپ اشراق کے بعد تشریف لائے اور دریافت فرمایا کیا تم اُس وقت سے اب تک اسی جگہ بیٹھی رہی ہو؟ میں عرض کی ہاں! (میں اللہ کا ذکر کرتی رہی) آپ نے ارشاد فرمایا، میں تم سے رخصت ہونے کے بعد چار کلمے تین تین مرتبہ پڑھے ہیں اگر ان چار کلمات کا وزن اُن کلمات سے کیا جائے جو تم نے اب تک پڑھے ہیں تو ان چار کلمات کا وزن اُن پر بھاری ہو گا۔ (وہ چار کلمات یہ ہیں)

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ

وَرِزْقَ عَرْشِهِ، وَمَعْدَادَ كَلِمَاتِهِ (مسلم، ترمذی)

ترجمہ: اللہ کا تسبیح اور اُس کی تعریف کرتا ہوں، اُس کے مخلوقات

کے عدد کے برابر، اور اتنی بڑی مقدار میں اللہ راہی ہو جائے اور اُس کے

عرش کے وزن کے برابر اور اُس کے کلام کی مقدار کے برابر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی حج ادا فرمایا ہے۔ یہی حج آپ کا پہلا اور آخری حج کہلاتا ہے اس حج اکبر میں آپ کے ساتھ ایک

لاکھ سے زائد صحابہ کرام شریک تھے، آپ نے عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں اپنے اصحاب سے فرمایا۔

میں نے اور مجھ سے پہلے تمام نبیوں نے اللہ کی حمد و ثنا میں اس سے بہتر اور کوئی تسبیح نہیں پڑھی ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ  
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (بخاری، مسلم)

یعنی اللہ کی حمد و ثنا میں اس سے بہتر اور کوئی تعریف نہیں کی گئی یہ تعریف سارے نبیوں اور رسولوں کی زبان سے ادا ہوئی ہے اس لحاظ سے اس حمد کی شان و عظمت انسانی قیاس و اندازوں سے بالاتر ہو جاتی ہے حج کے دن۔ میدانِ عرفات میں لاکھوں حاجی یہی حمد و ثنا پڑھتے ہیں احادیثِ رسول میں بھی اس تسبیح کی تلقین پائی جاتی ہے اسی حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جو کوئی دن میں سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے اسکو دس غلام آزاد کر نیکو ثواب لیگا اور ستونیکیاں لکھی جائیں گی اور ستونگناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اس کی شام تک شیطان جھٹلات نہ یگی اور نیکیوں میں کوئی دوسرا شخص اسکے برابر نہ ہوگا مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ تسبیح پڑھے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھ سے فرمایا کیا میں تم کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی رہنمائی نہ کروں؟

میں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور نشانہ ہی فرمائیے، آپ نے ارشاد فرمایا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (بخاری، مسلم)

جنت اللہ کے فضل و کرم اور نعمتوں کے خزانے سے بھر پور ہے اس میں ہر قسم کے آسائش و زیبائش اور راحتوں کے خزانے ہیں اور خزانے بھی ایسے جو فنا یا کم ہونے والے نہیں دنیا کا ایک خزانہ ساری زندگی کے لئے کافی ہو جاتا ہے جو فانی بھی ہے اور ناقص بھی لیکن آخرت میں جنت کے لاتعداد خزانوں کی کیا شان ہوگی جو غیر فانی اور دائمی حیثیت رکھتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی ایک غیر فانی خزانے کی رہنمائی فرمائی ہے جو جنت کے خزانے میں ایک عظیم خزانے کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ مذکورہ کلمہ ہے جس کی تلاوت اور کثرت جنت کے ایک خزانے کی ضمانت دیتی ہے مذکورہ کلمہ کا ترجمہ، درمطلب یہ ہے کہ کائنات میں کسی بھی مخلوق کو نہ خیر و شر رکھنے کی طاقت ہے اور نہ نفع و نقصان پہنچانے کی قوت ہے، سوائے اللہ کے،

یعنی اگر کسی کو کچھ مل رہا ہو تو وہ صرف اور صرف اللہ ہی کا فضل و کرم ہے، اور اگر نہ مل رہا ہو تو وہ بھی اللہ کے امر و منشاء سے متعلق ہے ہونا نہ ہونا، ملنا نہ ملنا، نفع و نقصان، اچھا برا، کامیابی و ناکامی، صحت و بیماری خوش حالی و بد حالی، موت و حیات غرض ہر چیز اللہ ہی کے فیصلے سے وابستہ ہے۔ کائنات کی کسی بھی چیز میں نہ ذاتی نفع ہے نہ نقصان، اللہ چاہتے ہیں تو نفع ڈال دیتے ہیں اور نقصان اٹھا لیتے ہیں اور اگر چاہتے ہیں تو نقصان ڈال دیتے ہیں اور نفع اٹھا لیتے ہیں۔

وَإِنْ يَنْتَشِكْ إِلَهُ يَضْرِبْ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ  
وَإِنْ يَرُدْ لَكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِمَنْ يَشَاءُ  
مِنْ عِبَادِهِ (یسونس: ۱۰۷)

مگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچا دے تو اُس کے سوا اور کوئی

دور کر نوالا نہیں اور اگر وہ تم کو راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا  
کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں جس پر چاہے نازل  
کر دے۔ اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

ایک اور حدیث میں اسی کلمے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کو بابُ  
مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ جنت کے دروازوں میں ایک بڑا دروازہ کہا گیا ہے  
(رواہ احمد والطرانی)

اور یہ حقیقت ہے کہ گھروں میں دروازے سے داخل ہوا کرتے ہیں اس  
لحاظ سے یہ کلمہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہوگا۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی ایک روایت امام احمد اور ابن حبان  
نے نقل کی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، آسمانوں پر  
آپ کا گزر سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ہوا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا  
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی اُمت کو فرماتے کہ جنت کی شجرکاری کثرت سے  
کیا کریں کیونکہ اُس کی زمین زرخیز اور نہایت کشادہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے دریافت فرمایا۔

جنت کی شجرکاری کس طرح کی جائے؟

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔  
(کثرت سے پڑھا کریں) (مسند احمد ج ۵ ص ۲۱۸)

حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت جسکو امام طبرانی نے نقل کی ہے اس  
میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد  
فرمایا جنت کی شجرکاری کثرت سے کیا کریں کیوں کہ جنت کا پانی نہایت شیریں  
اور پاک مٹی بہت عمدہ ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

(کی کثرت کہیں) اس کے قریب ایک روایت ترمذی ۲۶۷۰-۲۶۷۱ میں عبد اللہ بن مسعودؓ  
سے مروی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

عبد اللہ بن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ شبِ معراج میں  
میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اپنی  
امت کو میرا سلام کہہ کر بتا دیجئے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور پانی شیریں ہے۔ مگر وہ  
چٹیل پڑی ہے اس کی شجرکاری سُبْحَانَ اللَّهِ اور الْحَمْدُ لِلَّهِ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ ہے۔

### دن اور رات کی حفاظت

ابان بن عثمانؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت عثمانؓ سے سنا  
وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے تھے کہ جو کوئی صبح و شام تین  
تین مرتبہ یہ کلمہ پڑھے گا اُس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی،

بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ

وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

ترجمہ: اللہ کے نام سے برکت اور قوت حاصل کرتا ہوں جس کے

نام کی برکت سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور

وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

حضرت ابان بن عثمانؓ جب یہ حدیث بیان کر رہے تھے مجلس  
میں ایک شخص اُنکو تعجب سے دیکھ رہا تھا یہ اس لئے کہ حضرت ابانؓ مرضِ فالج میں

مبتلا تھے اس شخص کی یہ حالت دیکھ کر حضرت ابانؓ نے فرمایا کیا دیکھ رہے ہو؟  
جو حدیث میں نے بیان کی ہے وہ بالکل سچی ہے لیکن اللہ کی مرضی یہ بھی  
کہ میں فایع میں مبتلا ہو جاؤں اُس دن میں یہ دعا پڑھنا بھول گیا تھا۔  
(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم)

### عظیم فریاد

يَا عَسَىٰ يَاقِيْتُوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَمْلِيْجُ لِيْ شَأْنِيْ مُلْكًا  
وَلَا تَكِلْنِيْ اِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةً عَيْنٍ۔

ترجمہ: (اے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے زمین و آسمان اور تمام  
مخلوق کو قائم رکھنے والے تیری رحمت کے سہارے فریاد کرتا ہوں تو میرے  
تمام حال درست کر دے اور مجھ کو ایک لمحہ کیلئے بھی میرے نفس کے چلانے فرما)

فائدہ: کسی بھی ناگہانی مصیبت اور پریشانی کے وقت سجدے (خاص طور  
پر نفل نماز کے سجدے) میں یہ دعا بار بار پڑھی جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے میدانِ بدر میں دشمنوں کی طاقتور یلغار اور اپنی بے سرو سامانی و قلتِ تعداد  
سے فکر مند ہو کر ساری رات سجدہ میں یہ دعا پڑھی تھی شب کے آخری حصے  
میں سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے اللہ کی جناب میں آپ کی آہ و زاری و بیقراری کو دیکھا  
تو قریب آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیجئے اللہ آپ کو ضائع نہ کرے گا۔  
یقیناً اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا، اُٹھیے اور ہماری صفوں کو درست کیجئے،  
الغرض: اس فریاد و آہ و زاری کے بعد میدانِ بدر کا نقشہ پلٹ گیا آپ  
اپنی چھتری (جھونپڑی) سے باہر تشریف لاتے اور صدیق اکبرؓ کو یہ بشارت دی،  
”اے ابو بکر تم کو مبارک ہو تمہارے پاس اللہ کی مدد آگئی ہے۔ یہ جبریل بن

اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے ہیں چہرے پر گرد و غبار کے آثار ہیں۔  
(بخاری باب غزوہ بدر)

### کَفَّارَةُ الْمَجْلِسِ

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ  
إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
فرمایا جو کوئی ایسی مجلس میں بیٹھ گیا جس میں فضول اور لالچنی باتیں ہو گئیں اور  
وہ اُٹھنے سے پہلے (مذکورہ تسبیح) پڑھ لیا تو مجلس کی فضول اور بے ہودہ باتیں  
معاف ہو گئیں (ترمذی)

ظاہر بات ہے۔ ہماری کسی بھی بیٹھک میں ہنسی مذاق، دل آزاری، جھوٹ  
غیبت، حکایت، شکایت، بہتان، الزام، دل شکنی وغیرہ وغیرہ خدا جانے کتنے  
گناہ ہو جاتے ہیں بھول و غفلت کے علاوہ ارادۂ اور خیر بھی ایسی باتیں بخت  
ہوتی ہیں اور افسوس تو یہ ہے کہ ان باتوں کو گناہ تک خیال نہیں کیا جاتا، یہی  
وجہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی مجلس اس عیب سے خالی نہیں ہوتی حالانکہ یہ سارے  
گناہ کبائر (بڑے بڑے گناہ) شمار کیے گئے ہیں جو توبہ و استغفار کے بغیر  
معاف نہیں ہوتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ آپ نے اُمت کو اس بلا سے  
عظیم سے بچانے کیلئے ”وَعَايَ مَجْلِسٍ“ تلقین فرمائی جو کسی بھی مجلس سے اُٹھنے  
سے پہلے پڑھی جاتی ہے تاکہ یہ مجلس قیامت کے دن حسرت و ندامت کا ذریعہ  
ثابت نہ ہو جائے۔

اہل علم کا مشورہ ہے کہ یہ دُعا ہر مجلس کے اختتام پر پڑھ لی جائے چاہے وہ دینی و علمی مجلس ہی کیوں نہ ہو، انشاء اللہ ایسی مجلس ہر طرح خیر ہی خیر ثابت ہوگی، حدیث شریف میں اس دُعا کو کفارة المجلس کہا گیا ہے۔  
(مجلس کا معافی نامہ) (حاکم)

### قبولیت دُعا کا ایک عظیم اعلان

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر رات کے آخری حصے میں اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کوئی ہے جو مجھ کو پکائے، میں اس کی پکار کا جواب دوں، کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسکو عطا کروں، کوئی ہے جو مغفرت طلب کرے میں اسکو معاف کروں، ایسے ہی ہر ہر قسم کا سوال فرماتے ہیں اور یہ اعلان صبح ہونے تک رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

### غریبوں کا خزانہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مہاجرین صحابہ کی ایک غریب جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ مال و دولت والے بلند درجے اور جنت کی بڑی بڑی نعمتیں حاصل کر لیتے (اور ہم محروم رہ گئے) آپ نے ارشاد فرمایا وہ کیسے ؟

کہنے لگے وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، ہم بھی پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں ہم بھی رکھتے ہیں اور وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں اور ہم یہ کام نہیں کر سکتے اور وہ لونڈی غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم میں یہ طاقت نہیں (کیوں کہ ہم غریب و

فقیر لوگ ہیں)

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم کو میں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس کے کرنے سے تم اُن لوگوں کے برابر ہو جاؤ جو درجے میں تم سے بڑھ گئے ہیں ؟ اور اپنے بعد والوں پر بھی تم بڑھ جاؤ اور کوئی تم سے افضل اور بلند درجہ نہ ہو سوائے اُس شخص کے جو تم جیسا عمل کرے مہاجرین کی غریب جماعت نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَنَ اللہ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّہ ۳۳ مرتبہ اَللّہ اَکْبَر کہہ لیا کریں، حدیث کے ایک راوی ابو صالح کہتے ہیں کہ (کچھ دن بعد) مہاجرین کی یہ جماعت پھر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے دولت مند بھائیوں نے بھی وہی عمل شروع کر دیا ہے جو ہم کر رہے تھے ؟ (پھر وہ ہم سے آگے بڑھ گئے) آپ نے ارشاد فرمایا :

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ

(یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسکو وہ چاہتے ہیں عطا کر دیتے ہیں) (بخاری و مسلم)

نائدہ : بعض روایات میں اللہ اکبر کا ۳۳ مرتبہ پڑھنا نقل کیا

گیا ہے اس کے علاوہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ۳۳ مرتبہ سُبْحَنَ اللہ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّہ ۳۳ مرتبہ اَللّہ اَکْبَر کے بعد ایک مرتبہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

پڑھنا نقل کیا گیا ہے اور یہ خوشخبری بھی دی گئی ہے کہ اس کے پڑھنے

سے اُس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

## ایک اور عظیم ضمانت

سیدہ خولہ بنت حکیمؓ جو حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی ہیں بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی کسی نئی جگہ اترے اور یہ دعا پڑھ لے تو اس کو وہاں سے واپسی تک کوئی چیز نقصان نہ پہنچائیگی۔

(مسلم)

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

نوٹ :- خاص طور پر سفر میں جس مقام پر بھی قیام کرے پہنچتے ہی یہ دعا پڑھ لی جائے۔

## لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حضرت ابوسعید خدریؓ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں سیدنا موسیٰؑ نے ایک مرتبہ اللہ سے درخواست کی: اے میرے پروردگار آپ مجھ کو ایسا کلمہ تلقین فرمائیں کہ میں اس کے ذریعہ آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور ارشاد فرمایا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا کرو۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایسی بات تعلیم کریں جو خاص طور پر میرے لئے ہو (یعنی میری ذات کیلئے خاص ہو) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ترازو کے ایک پڑے میں رکھ دیئے جائیں اور کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دوسرے پڑے میں رکھ دیا جائے تو کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

(نسائی، ابن حبان، حاکم، دقائل صحیح الاسناد)

فائدہ :- یہی کلمہ دین و ایمان کا رکن اعظم اور اس کی بنیاد بھی، اسی پر ایمان و کفر کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور آخرت کی صلاح و فلاح بھی اسی کلمہ پر منحصر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔ اپنے ایمان کو ہمیشہ تازہ کیا کرو۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کو کس طرح تازہ کیا جاتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» کثرت سے پڑھا کرو (امام احمد) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کو حشر کے تمام انسانوں کے سامنے پیش کریں گے اور اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر بھی حاضر کئے جائیں گے ہر ایک دفتر حد نظر تک طویل و عریض ہو گا۔

پھر اس گنہگار سے اللہ تعالیٰ دریافت کریں گے کیا ان میں سے کسی گناہ کا تجھ کو انکار ہے؟ اور کیا گناہوں کے لکھنے والے فرشتوں نے لکھنے میں زیادتی تو نہیں کی؟

وہ کہیں گے اے میرے پروردگار ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائیں گے کیا تیرے پاس ان گناہوں کا کوئی عذر وغیرہ ہے؟

وہ کہیں گے نہیں میرے پروردگار ایسا کوئی عذر بھی نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرمائیں گے ہاں ہمارے ہاں تیری ایک نیکی محفوظ ہے۔ اور آج ظلم کا کوئی اندیشہ نہیں، پھر ایک چھوٹا سا کاغذ نکالا جائے گا۔ جس پر

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ  
نَسُوهُ لَكُمَا هُوَا هُوَا

(یہ اس گنہگار کی وہ نیک سچی جس نے سچے دل سے توحید و رسالت کا اقرار کیا تھا)

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیے اس کا غذا کا وزن کرو ؟ وہ گنہگار کہیں گے میرے پروردگار گناہوں کے ان ننانوں و قنوں کے مقابلے میں اس کا غذا کا کیا وزن ہوگا؟ اللہ تعالیٰ جواب دینگے آج تجھ پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا، پھر اسکے گناہوں کے ننانوں و قنوں میں ان عدل کے ایک پلٹرے میں رکھ دیئے جائیں گے اور وہ چھوٹا سا کاغذ دوسرے پلٹرے میں رکھا جائے گا، اچانک ننانوں و قنوں کے ہو جائیں گے اور وہ چھوٹا سا کاغذ بھاری اور وزنی ثابت ہوگا (اس طرح اس کی نجات ہو جائے گی) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا اللہ کے نام سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

(ترمذی، ابن ماجہ، حاکم و قال صحیح علی شرط مسلم)

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ میزان عدل میں نیکیاں شمار نہیں کی جائیں گی بلکہ وزن کی جائیں گی یعنی یہ نہیں دیکھا جائیگا کہ نیکیوں کی مقدار اور تعداد کیا ہے بلکہ نیکیوں کا وزن کیا جائیگا جس کی نیکی کا وزن زیادہ ہوگا وہی غالب اور بھاری ہو جائیگی خواہ وہ نیکی مختصر سی کیوں نہ ہو، قیامت کے دن اعمال کا وزنی اور بھاری ہونا دو شرطوں سے وابستہ ہے۔

”اخلاص اور سنت رسول کے مطابق“

جو عمل ان دونوں سے یا کسی ایک سے بھی خالی یا ناقص ہو، وہ بے وزن اور بے حقیقت ہوئے گا چاہے ان کی تعداد و ریت کے برابر ہوں یا پہاڑوں جیسے بلند و بالا صورت و شکل کے ہوں۔ (سورہ کہف: ۱۰۵)

## اہل و عیال کی حفاظت کا نبوی نسخہ

طابق بن حبیب کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابو درداءؓ صحابی رسول کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے ابو درداءؓ آپ کے مکان کو آگ لگ گئی ہے۔

حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا ایسا ہو نہیں سکتا، اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہونے دینگے کیونکہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے ایسے چند کلمات سنے ہیں جنکو صبح و شام پڑھنے والا کسی بھی مصیبت میں گرفتار نہیں ہو سکتا (اور میں نے آج صبح وہ کلمات پڑھ لیے تھے) وہ شخص چلا گیا، کچھ دیر بعد وہی شخص یا دوسرا شخص آیا اور کہنے لگا اے ابو درداءؓ اپنے گھر کی خبر لیجئے وہ جل گیا ہے حضرت ابو درداءؓ کہنے لگے میرا گھر جل نہیں سکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے گا شام تک اس کے جان و مال اور اہل و عیال میں کوئی مصیبت یا آفت نہیں آئے گی اور میں نے آج صبح یہ کلمات پڑھ لیے ہیں اس شخص نے کہا تو پھر گھر چلئے، حضرت ابو درداءؓ اٹھے دیگر لوگ بھی آپ کے ساتھ چلے جب گھر کے قریب پہنچے تو سب نے دیکھا کہ حضرت ابو درداءؓ کے مکان کے اطراف سب مکانات جل چکے ہیں صرف آپ کا مکان صبح و سالم تھا۔ (کتاب ابن اسنی۔ الاذکار لودی)

وہ عظیم دُعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ مَلِكٌ كُلُّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا



اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ  
أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

### دُعای سیدنا موسیٰ علیہ السلام

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سمرہ بن جندبؓ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تم کو وہ حدیث بیان نہ کروں جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے بارہا سنی ہے ؟

میں عرض کیا ضرور بیان فرمائیے پھر آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی صبح و شام یہ کلمات پڑھے اس کے بعد جو بھی دعائیں ضرور قبول ہوگی۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِي، وَأَنْتَ تَهْدِينِي، وَأَنْتَ تُطْعِمُنِي

وَأَنْتَ تُسْقِينِي، وَأَنْتَ تُحْيِينِي، وَأَنْتَ تُمِيتُنِي

(اے اللہ آپ نے ہی مجھ کو پیدا کیا ہے اور آپ ہی نے سیدھا راستہ دکھلایا

بے اور آپ ہی مجھ کو کھلاتے ہیں اور آپ ہی مجھ کو پلاتے ہیں اور آپ

ہی مجھ کو موت دینے اور آپ ہی مجھ کو زندہ کریں گے۔ (قیامت کے دن)

حضرت سمرہ بن جندبؓ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ (تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے) سے ملاقات کی اور ان سے کہا کیا میں آپ کو وہ حدیث بیان نہ کروں جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بارہا سنی ہے ؟ حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے فرمایا :

### ضرور بیان کیجئے۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی، اس پر حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے فرمایا میرے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ نے ایسے ہی ارشاد فرمایا ہے۔ دراصل یہ کلمات اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی کئے تھے اور آپؐ سات مرتبہ ان کلمات کو پڑھ کر ہر روز دعا کیا کرتے اور جو بھی مانگا کرتے اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرما دیتا تھا۔

(رواۃ الطبرانی باسناد حسن مختصر الترغیب والترہیب ابن حجرؒ)



## مصائب و مشکلات کے وقت

① حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی اندیشے اور بے قراری کے وقت یہ کلمات دہرایا کرتے تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ وَالْعَلِيمُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ  
الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَبِيرِ

(بخاری مسلم) (الاذکار نووی)

② حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی چیز بے چین کر دیتی تو آپؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری ہوتے تھے،

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

(ترمذی) (الاذکار)

③ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بات فکر میں ڈال دیتی تو آپؐ آسمان کی جانب سر اٹھا کر یہ کلمات کہا کرتے تھے،

سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

اور جب آپؐ دعا کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جاتے تو آپؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمہ جاری ہوتا،

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

(ترمذی) (الاذکار)

④ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خاص طور پر ان کلمات کی تلقین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جب کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو جائیں تو یہ کلمات پڑھ لیا کریں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَبِيْرُ الْعَظِيْمُ

سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
حضرت جعفر طیارؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ بھی ان کلمات کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور ان کلمات کو پڑھ کر بخار والے پر بخونکے یا کرتے تھے اور اپنی لڑکیوں کو بھی تلقین کیا کرتے تھے جو اپنے خاندان کے علاوہ دوسرے خاندانوں میں بیاہی گئی تھیں (شاید یہ اس لئے کہ غیر خاندان میں اندیشے زیادہ ہوا کرتے ہیں)

(الاذکار نووی: ص ۱۱۱)

سیدنا علیؓ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ارشاد فرمایا اے علیؓ کیا میں تم کو چند ایسے کلمات نہ بتاؤں جس کو پڑھنے سے آدمی ہلاکت اور سخت اندیشے سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مصیبت کو دور کر دیتے ہیں؟

میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ ضرور تعلیم فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا جب تم کسی سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو یہ کلمات پڑھ لیا کرو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

(الاذکار نووی)

⑤

سیدہ اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ بتاؤں جن کو تم بقراری کے وقت پڑھ لیا کرو؟ وہ کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَبِّیْ لَا اَشْرَکَ بِہٖ شَیْئًا

(البوداؤد، ابن ماجہ) الاذکار

④

حضرت عمرو بن شعیب (عن ابیہ عن جده) نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو خوف اور گھبراہٹ کے وقت یہ کلمات پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرو صحابی رسول اپنے سمجھدار بچوں کو بھی اسکی تعلیم فرمایا کرتے تھے اور جو بچے نا سمجھ یا بہت چھوٹے ہوتے یہ کلمات لکھ کر اسکی تعویذ گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔ (ترمذی) الاذکار ۱۱۱

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ النَّاسِیَةِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ

وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطَانِ، وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِیْ

⑤

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم یا جماعت سے خوف یا اندیشہ ہوتا تو آپ یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ (البوداؤد، نسائی)

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نَحْوِہِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْہِمْ

⑥ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک انصاری صاحب کو جن کا نام ابو امامہؓ تھا مسجد میں بیٹھ دیکھا، ارشاد فرمایا اے ابو امامہؓ کیا بات ہے میں تم کو بے وقت مسجد میں بیٹھ دیکھ رہا ہوں؟

ابو امامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ تفکرات اور بہت سارے قرضوں

نے مجھ کو پریشان کر دیا ہے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو امامہؓ میں تم کو ایسی دُعا بتاؤں اگر تم اسکو پڑھا کرو تو تمہاری فکر دور ہو جائیگی اور تمہارا قرضہ ادا ہو جائیگا۔ ابو امامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیے، آپ نے ارشاد فرمایا صبح و شام یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ السَّهَمِ وَالْخَزَنِ وَاعُوْذُ

بِکَ مِنَ النُّعْجَنِ وَالْکُسْلِ وَاعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْخُلِّ

وَاعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ السَّیِّئِیْنَ وَقَهْرِ السَّرِّحَالِ۔

ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے میرے تفکرات کو دور کر دیا اور قرضے بھی ادا ہو گئے

(البوداؤد)

⑦

حدیث قدسی (حدیث کی ایک اعلیٰ قسم) میں یہ مضمون ملتا ہے کہ جب کسی مسلمان کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اسی طرح خطاب فرماتے ہیں، تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ (اللہ تبارک و تعالیٰ کو اسکا پورا پورا علم ہے) فرشتے جواب دیتے ہیں جی ہاں اے پروردگار پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے دل کا پھول توڑ لیا؟

فرشتے عرض کرتے ہیں جی ہاں، پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے اس مصیبت پر کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار اس بندے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے اس بندے کیلئے جنت میں ایک محل تعمیر کر دو اور اُسکا نام ”بَيْتُ الْحَمْدِ“ (قصر حمد) رکھو۔ (حصین حصین)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

جس کسی نے ایسے مریض کی عیادت کی جس کی اس مرض میں موت مقدر نہ ہو چکی ہو اور اسکے قریب بیٹھ کر یہ دُعا سات مرتبہ پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس مرض سے اسکو نجات دیدینگے۔

أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ

(البوداؤد، ترمذی) الاذکار

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین آدمیوں کی دُعایں مقبول ہیں جس میں کوئی شک نہیں،

○ مظلوم کی دُعا (مظلوم ایسا شخص جس پر ظلم کیا گیا ہو)

○ مسافر کی دُعا۔

○ باپ کی دُعا (اولاد کیلئے) (ترمذی، البوداؤد) الاذکار

جب کوئی مصیبت پیش آجائے یا کوئی معاملہ پیچیدہ ہو جائے اور نجات کی کوئی صورت نظر آتی نہ ہو ایسے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَ سَهْلًا

وَ اَنْتَ تَجْعَلُ الْعَزِيزَ اِذَا اَشِئْتَ سَهْلًا

(الاذکار) ترمذی

حضرت سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور عرض کیا میں

اپنا قرض ادا کرنے سے عاجز آگیا ہوں براہ کرم میری مدد فرمائیے،  
(آپ نے فرمایا) کیا میں تم کو وہ دُعا بتلاؤں جو مجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی ہے؟ اگر تجھ پر احد پہاڑ برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُسکا انتظام فرما دیں گے۔ وہ دُعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَلْقُرْبَى بِحَلَالِكَ عَنْ حَرِّ اِيْلَقٍ قَاغْنِنِي

بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ (ترمذی)

## دسترخوان کی بے برکتی

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر ہوتے تو آپؐ کے اہتمام کرنے سے پہلے ہم کھانا شروع نہیں کرتے تھے جب آپؐ اہتمام فرماتے تو ہم لوگ شروع کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک دن ہم لوگ آپؐ کے ساتھ شریک دسترخوان تھے۔ ایک کم عمر لڑکی اچانک آگئی گویا وہ دسترخوان پر ہاتھ مارنے والی ہے میں نے اُسکو شریک طعام کرنا ہی چاہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لڑکی کا ہاتھ تھام لیا، پھر ایک دیہاتی لڑکا آیا گویا وہ بھی دسترخوان پر ٹوٹ پڑنے والا ہے، تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے اسکا بھی ہاتھ پکڑ لیا پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا،

شیطان کی یہ کوشش تھی کہ تمہارے کھانے پر اللہ کا نام لیا جائے تاکہ وہ طعام

اسکے لئے حلال ہو جائے اس لئے وہ پہلے تو کم عمر لڑکی کی شکل میں آیا تاکہ اسکے

ذریعہ اپنے لئے کھانا حلال اور جائز کر لے میں نے اُس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا

پھر وہ دوبارہ دیہاتی کی شکل میں آیا کہ اُسکے ذریعہ اپنے لئے کھانا حلال و

جائز کر لے میں نے اسکا بھی ہاتھ پکڑ لیا (یہ اس لئے کہ کھانا بغیر اسم اللہ

کے شروع نکلیا جائے) اُس ذات کی قسم جسے دستِ قدرت میں میری جان ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم) شیطان کا ہاتھ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ پھر اپنے کھانے پر بسم اللہ کی اور تناول فرمایا۔ (صحیح مسلم)

احادیث میں یہ وضاحت بار بار آئی ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ پڑھی نہیں جاتی اس طعام میں شیطان بھی شریک ہو جاتا ہے اور کھانے کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ کھانا پاک نہیں رہتا، اور شیطان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ مسلمان کا کھانا پینا بے برکت اور ناپاک ہو جائے کیونکہ وہ خود ناپاک اور بے برکت ہے۔ اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اللہ کا پاک نام لئے بغیر کھانا پانی استعمال ہو جائے تاکہ اس خبیث کا حصہ بھی اس میں شامل ہو جائے اور یہ حقیقت ہے کہ جس چیز میں بھی اللہ کا نام اور اس کی برکت شامل ہو جائے شیطان مردود اس سے دور ہو جاتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ کسی بھی چیز کے کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا جائے یا وہ دعائیں جو احادیث میں بیان کی گئی ہیں، اس سے کھانے پینے میں نورا و برکت ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں عبادات سے رغبت اور گناہوں سے نفرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

حضرت امیہ بن خثیمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک شخص بسم اللہ پڑھے کچھ کھا رہا تھا جب اسکے طعام میں ایک لقمہ باقی رہ گیا اس کو بسم اللہ کہنا یاد آیا اس نے اُس آخری لقمہ پر بسم اللہ اولہ و آخرہ کہہ کر اس عمل پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے پھر ارشاد فرمایا: شیطان بھی اسکے ساتھ شریک طعام ہو گیا تھا جب اس شخص نے اللہ کا نام لیا تو وہ جو کچھ کھا چکا تھا۔ اس کی قے کرنے لگا۔ (کیونکہ ناپاک کو ناپاک غذا

ہی ہضم ہوتی ہے پاک اور حلال غذا ہضم نہیں کر سکتا) (ابوداؤد نسائی)  
**یاور کھئے!**

کھانے پینے پر بسم اللہ پڑھنے کی جو ترغیب دی گئی اس بارے میں یہ وقتاً ضروری ہے کہ احادیث میں جہاں کہیں بھی بسم اللہ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے اس سے پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم مراد ہے اہل تحقیق علماء نے ایسے ہی لکھا ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم مذکور ہے۔ اگر کسی نے صرف "بسم اللہ" ہی کہہ دیا تب بھی سنت ادا ہو جائیگی۔ اگر اجتماعی طور پر تناول طعام کیا جا رہا ہو تو ہر شخص کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا افضل ہے لیکن اگر ایک شخص نے بسم اللہ پڑھ دی تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی۔ جیسا کہ سلام یا چھینک کا جواب ایک شخص کے دینے پر سب کی طرف سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔ (الاذکار: ۲۰۷)

### عذاب قبر سے حفاظت

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ نے لاعلمی سے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگا دیا انہیں اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ کسی انسان کی قبر ہے، کچھ دیر بعد قبر کے اندر سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز آنے لگی کہ قبر والا سو رہا ہے پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ پوری تلاوت ختم ہو گئی۔

پھر وہ صحابیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور واقعہ بیان کیا آپؐ نے ارشاد فرمایا بیشک یہ سورت عذابِ قبر کو روکنے والی اور نجات دینے والی ہے۔ (ترمذی)

احادیث کی روشنی میں اہل علم حضرات نے لکھا ہے کہ روانہ سورۃ  
الملک کا پڑھنا عذابِ قبر سے نجات کا ذریعہ ثابت ہوا ہے اور یہ تلاوت  
بعد نماز مغرب سنون ہے (اور بعض علماء نے کہا کہ بعد نمازِ عشاء)



## حَمْدُ وِثْنَا كَيْ عَظِيمِ خَزَانِ

①

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ واقعہ  
بیان فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں ایک بندے نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا  
اس طرح کی:

يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيمِ  
سُلْطَانِكَ

ترجمہ: اے میرے پالنے والے آپ کیلئے ایسی حمد و ثنا ہے جو آپ کی

جلالتِ شان اور عظیم قدرت کے لائق ہو

نامہ اعمال کے لکھنے والے دونوں فرشتوں (کراما کا نبین) نے اس  
حمد و ثنا کا اجر و ثواب لکھنے میں سخت دشواری محسوس کی کہ اس تسبیح کا کتنا  
ثواب لکھا جائے؟

پھر دونوں فرشتوں نے آسمان کی طرف عروج کیا اور اپنے پر و کار  
سے عرض کیا اے رب تیرے بندے نے حمد و ثنا کے ایسے کلمات ادا کئے

ہیں جس کا اجر و ثواب لکھنے سے ہم قاصر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا میرے بندے نے کہا کیا ہے؟ اور  
حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے کہ اسکے بندے نے کیا کلمات کہے  
ہیں، فرشتوں نے اس کی تسبیح نقل کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فرشتو اسے ایسے ہی لکھ دو جیسا کہ میرے  
بندے نے کہا ہے پھر جب وہ مجھ سے ملاقات کریگا میں خود اس کی جزا  
دیدوں گا۔ (رواہ احمد و ابن ماجہ)

②

حضرت ابن عباسؓ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ  
جس کسی نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سورۃ روم کی یہ آیات پڑھی اس  
کے دن اور رات کے فوت شدہ وظائف و ذکر اللہ کی تلافی ہو جائے گی۔

(البوداؤد)

مَسْبُحْنَ اللّٰهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ  
الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَحِينَ تَنْظُرُونَ  
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ  
وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ

(تفسير: ۱۸، ۱۹)

③

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو  
یہ کلمات کہتے ہوئے سنا:

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْخَاصُّ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ  
يُكَذَّبْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

تو آپ نے ارشاد فرمایا اس شخص نے اللہ کے اُس نام سے سوال کیا  
ہے کہ جب بھی اس نام کے وسیلے سوال کیا گیا اللہ نے عطا کیا ہے اور جب  
بھی اُس نام سے دعا کی گئی اللہ نے قبول فرمایا ہے۔ (البوداؤد ترمذی ابن ہب)

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
شخص کو یہ کلمات کہتے سنا،

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

تو آپ نے ارشاد فرمایا تیری پکار سنی گئی جو چاہے مانگ۔ (ترمذی)

⑤

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسجد میں داخل ہو اور یہ دعا پڑھ لے تو شیطان کہتا  
ہے یہ شخص آج تمام دن مجھ سے محفوظ ہو گیا، وہ دعا یہ ہے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَاسِمِ وَسُلْطَانِهِ

الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (البوکاؤ)

⑥

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور بلند آواز سے کہنے لگے مَا ذُنُوبِي وَأَذُنُوبِي  
(مطلب یہ تھا کہ گناہ بہت ہو گئے ہیں) یہ کلمات اس شخص نے دو یا تین مرتبہ  
کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے شخص اس طرح دعا کر۔

اللَّهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ أَرْجَى  
عِنْدِي مِنْ عَمَلِي

ترجمہ: (اے اللہ آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع تر  
ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے زیادہ پر امید ہے)

اس ارشاد پر اُس شخص نے یہ کلمات کہے آپ نے ارشاد فرمایا پھر کہو  
اس شخص نے یہی کلمات پھر کہے آپ نے ارشاد فرمایا پھر کہو اس نے یہ کلمات پھر کہے۔  
آپ نے ارشاد فرمایا اچھا اب جاؤ اللہ نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ (حاکم)

⑦

حضرت عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ ہم چار پانچ آدمی ایسے  
تھے جو باری باری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو خدمت انجام دینے  
کیلئے کسی بھی وقت آپ سے جدا نہ ہوا کرتے تھے ایسے ہی ایک دن میں آپ  
کی خدمت میں حاضر ہوا آپ باہر چل پڑے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا آپ  
کھجور کے ایک بڑے باغ میں داخل ہوئے اور وہاں نفل نماز پڑھی پھر  
سجدہ اتنا دہرا دیا کہ مجھے شبہہ ہونے لگا کہیں اللہ نے آپ کی روح قبض نہ  
کر لی ہو (یعنی آپ کی وفات ہو گئی ہو) اس لئے آپ کو دیکھنے آیا۔ آپ نے  
اپنا سر مبارک اٹھایا اور مجھ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کیا بات ہے؟  
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے شبہہ  
ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی ہے پھر میں آپ کو کبھی نہ دیکھ  
سکوں گا۔

آپ نے ارشاد فرمایا (ابھی ابھی) جبریل علیہ وسلم نے مجھ کو یہ خوشخبری دی اور  
فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جس

شخص نے آپ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت نازل کرینگے اور جس نے آپ پر سلام پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر سلامتی نازل کرینگے۔ (احمد، ابویعلیٰ، حاکم)  
مختصر ترین درود شریف یہ ہے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(۸)

حضرت عبادہ بن الصّامتؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص رات میں کسی وقت نیند سے بیدار ہوا اور یہ تسبیح پڑھی اسکے بعد جو بھی دعا کریگا مقبول ہوگی اور اگر وضو کیا اور نماز بھی پڑھ لی تو اسکی نماز قبول ہوگی۔ (بخاری)

(تسبیح) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔  
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِاللَّهِ التَّوَكُّلُ  
وَلَا جَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي۔ (بخاری)

(۹)

حضرت معاذ بن جبلؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے سنا،

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ارشاد فرمایا تیری پکار سی گئی جو چاہے تاک۔ (ترمذی)

(مطلب یہ کہ تو نے اللہ کو اسکی ایسی عظیم صفت سے پکارا ہے کہ جس نے بھی اس طرح فریاد کی ہے اُس کی پکار سی گئی اور قبول بھی کر لی گئی)

(۱۰)

حضرت وحشی بن حربؓ کہتے ہیں کہ چند صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی یا رسول اللہ ہم پیٹ بھر کھاتے ہیں لیکن ہمیں سیرابی نہیں ہوتی؟ — آپ نے ارشاد فرمایا شاید تم اکٹھا ملکر نہیں کھاتے؟ — ہم نے عرض کیا جی ہاں، علیحدہ علیحدہ کھاتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کھانا ملکر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام بھی لوطعام میں برکت ہوگی۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، الاذکار: ۲۱۱)

(۱۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی کے معاشی حالات تنگ ہو جائیں تو اس کو اپنے گھر سے نکلے وقت یہ دعا پڑھ کر نکلنا چاہیے (الشار اللہ روزگار ٹھیک ہو جائیگا)

اللَّهُمَّ رَضِّحْنِي بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا قَدَّرَ لِي حَتَّى لَا أُحِبَّ  
تَعَجُّيلَ مَا أَخَّرْتَ وَلَا تَأْخِيرَ مَا جَلَّلْتَ۔ (الاذکار: نووی: ۱۱۴)

(۱۲)

حضرت صہیب رومیؓ کہتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد کچھ کلمات پڑھا کرتے تھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خلافت بمول ان دنوں فجر کے بعد کچھ تلاوت فرما رہے ہیں اس سے قبل ہم نے آپ کا یہ معمول نہیں دیکھا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا انبیاء سابقین میں ایک نبی (علیہ السلام) نے اپنی امت کی کثرت پر ناز کیا اور یہ خیال کیا کہ اتنی بڑی تعداد (دشمن کے مقابلہ میں) مغلوب نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو انکا یہ ناز پسند نہ آیا، نبی علیہ السلام پر وحی نازل کی اور انہیں اختیار دیا کہ اپنی امت کے بارے میں تین باتوں میں سے کوئی ایک بات اختیار کی جائے؟ اُن پر بھوک پیاس مسلط ہو یا دشمن مسلط ہو جائیں یا موت واقع ہو۔



اللہ کے نبی علیہ السلام نے یہ تین اختیار اپنی امت پر پیش کیے۔

امت نے اتفاق کیا کہ بھوک اور دشمن کا تحمل تو ممکن نہیں ہے البتہ موت پسند ہے۔ امت کے اس اختیار پر صرف تین دلوں میں توڑے ہزار انسان فوت ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا آج کے دن اگر یہ واقعہ پیش آتا تو میں یہ کہتا۔

اللَّهُمَّ بِكَ أَحَاوِلُ وَبِكَ أَتَأْتِلُ وَبِكَ أَصَاوِلُ (امام ترمذی ابو داؤد الاذکار رحمہ اللہ آپ کی مدد سے دشمن کو دفع کرتا ہوں اور قتال کرتا ہوں اور محنت کرتا ہوں)

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ان لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا ہے جو اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کو تبارک و تعالیٰ کہہ کر پکارتے ہیں۔ جب کوئی بندہ تین مرتبہ یہ کلمہ کہتا ہے تو وہ فرشتہ جواب دیتا ہے کہ ارحم الراحمین تمہاری جانب توجہ ہو گیا ہے پس مانگو جو کچھ مانگا ہے۔ (الادکار نوو ۱۲۵)

(۱۲)

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت زدہ پریشان حال آدمی کیلئے دعا کے یہ کلمات تجویز فرمائے ہیں۔

اللَّهُمَّ تَخَوَّلَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرَفَةً عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔ (الحدیث کا وظیفہ)

(اے اللہ آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں مجھ کو ایک لمحہ کیلئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ دے اور میرے سارے حالات درست فرما دے آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔)

(۱۵)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی کو غم و فکر لاحق ہو جائے اس کو ان کلمات سے دعا کرنی چاہیے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَا ضِلُّ فِي حَلَّتِكَ، عَذْلٌ فِي قَضَائِكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ اسْتَأْشَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيمَ رِيحَ قَلْبِي وَلَنُورَ بَصِيرَتِي وَجَلَاءَ حُزْنِي وَكَهَابَ هَبْئَتِي۔

(۱۶)

(محسن حصہ ۱۹۹)

الہی میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں یعنی میرے ماں باپ بھی تیرے ہی بندے ہیں) میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے آپ کا ہر حکم میرے حق میں نافذ ہے۔ آپ کا ہر فیصلہ میرے حق میں عین انصاف ہے میں آپ کے ہر اس نام کے توسل سے سوال کرتا ہوں جو آپ نے اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ یا اپنی کتاب عظیم قرآن میں نازل فرمایا ہے۔ یا اپنی مخلوق میں کسی کو بتلایا ہے۔ یا آپ نے اُس اسم عظیم کو اپنے خزانے غیب میں محفوظ رکھا ہے ایسے اسم عظیم کے صدقے میں قرآن حکیم کو میرے دل کے بہار آنکھوں کا نور اور میرے غم کے ازالہ اور پریشانی کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دے۔

نوٹ: حدیث شریف میں یہ وضاحت بھی ہے کہ جو کوئی مصیبت زدہ بندہ اس طرح دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت و پریشانی رنج و غم کو دور فرما دیں گے اور اس رنج و غم کو خوشی و مسرت میں تبدیل کر دیں گے۔

## چالیس جامع ترین دعائیں

دعاؤں کے بارے میں امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا و بخشش کا یہ خصوصیت اور نادر تحفہ ہے جو آپ نے دعاؤں کی شکل میں اپنی امت کو عنایت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) انبیاء سابقین پر جن امور میں فضیلت دی ہے ان میں ”جوامع النعم“ کی عظیم نعمت بھی شامل ہے۔ یعنی آپ کو ایسا پُر اعجاز کلام دیا گیا جو اپنے طول و عرض میں تو مختصر ہے لیکن معانی و مفہوم میں وسیع تر اور عظیم الشان حیثیت رکھتا ہے، محدثین کرام نے آپ کی تعلیم کردہ دعاؤں کو ”جامع الدعوات“ کے عنوان سے جمع کیا ہے یہ ایسی دعائیں ہیں جن میں دنیا و آخرت کی ایک ایک بشری ضرورت کو سمیٹ لیا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مزید احسان و کرم ہے اگر آپ ان خیرات و حسنات کی نشاندہی نہ فرماتے تو شاید وہ ابیدہ ہی کسی مسلمان کے ذہن و فکر میں ان کو طلب و کنیکا خیال آتا۔

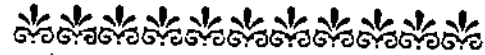
فَصَلُّوْا تَرْجُوْا وَسَلَامًا عَلَیْکُمْ

ذیل میں ایسی ہی چند ایک جامع دعاؤں کو نقل کیا جاتا ہے جنکو صحابہ کرام نے نہایت اہتمام سے امت تک پہنچا دیا ہے تاکہ مسلمان اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں ان کو شامل کر لیں اور دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں یہ چالیس دعائیں ہیں جو ”چہل حدیث“ کا درجہ بھی رکھتی ہیں۔

محدثین کرام لکھتے ہیں کہ ان جامع دعاؤں میں قرآن حکیم کی وہ ساری دعائیں شامل ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل کی زبانی نقل کی ہیں اور جنکی ہمیں خبر دی ہے ان میں جامع ترین و عامیہ ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔  
(بقرہ: ۲۰۱)

خادم رسول حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ اور خود حضرت انسؓ کی عادت تشریف یہ تھی کہ جب دعا کرنا چاہتے تو پہلے اسی دعا کو پڑھتے اسی طرح جب اور کوئی دعا کرنا چاہتے تو اس دعا کو بھی اس میں شامل کر لیتے۔  
(الاذکار بخاری و مسلم)





یا اللہ! ہم آپ سے مغفرت کے اسباب مانگتے ہیں اور نجات دینے والے کام اور ہر گناہ سے بچاؤ اور ہر نیکی کی توفیق اور جنت کی کامیابی اور دوزخ سے نجات چاہتے ہیں)

⑨ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جَدِّيْ وَهَزْلِيْ (بخاری و مسلم)  
 یا اللہ! بخش دے میرے وہ گناہ جو ارادۂ کئے گئے اور وہ بھی جو بے ارادہ کیے گئے)

⑩ اللَّهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَلِّدْنِيْ (بخاری و مسلم)  
 یا اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے ثابت قدم رکھتے۔

⑪ اللَّهُمَّ اصْلِحْ لِيْ دِينِيْ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ امْرَأَتِيْ وَاصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلْ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِّىْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلْ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّىْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ (مسلم)  
 یا اللہ! میرا دین مضبوط رکھتے جو میری نجات کا ذریعہ ہے اور میری دنیا درست رکھتے جس میں میری معاش ہے اور میری آخرت درست رکھتے جہاں مجھے ٹوٹنا ہے اور زندگی کو ہر بھلائی کی ترقی کا ذریعہ بنا اور میری موت کو ہر قسم کی برائی سے راحت کا سبب بنا یعنی میری زندگی اور موت دونوں میری حق میں تکرار و تکرار بن جائیں)

⑫ اللَّهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا (مسلم)  
 یا اللہ! میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں اس علم سے جو نفع دے اور اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور اس نفس سے جو شکم سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔

⑬ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدْ مَتَّ وَمَا أَخْشَرْتُ وَمَا أَسْبَرْتُ وَمَا أَغْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّىْ (ترمذی، جلد ۲، ص ۱۴۹، نسائی)

بخاری ۹۲۶ مگر اس میں مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّىْ سے پہلے ہے۔

یا اللہ! مجھے بخش دے (میرے وہ گناہ) جو میں نے پہلے کئے ہیں اور وہ گناہ جو بعد میں کئے ہیں۔ اور وہ جو میں نے پوشیدہ کئے ہیں اور وہ جو علانیہ کئے ہیں اور ان گناہوں کو بھی معاف فرما جو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں)

⑭ اللَّهُمَّ زِدْنَا وَتَقْصُصْنَا وَكُرِّمْنَا وَلَا تَهِنْنَا وَاعْظِمْنَا وَلَا تَعْصِرْنَا وَاشْرِفْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَأَرْضِنَا وَأَرْضْ عَنَّا۔ (مسند رکن)

یا اللہ! (اپنی نعمتیں ہم پر) زیادہ کیجئے اور کم نہ فرمائیے اور ہمیں عزت دیجئے ذلیل و خوار نہ کیجئے۔ اور ہمیں عطا فرمائیے، محروم نہ فرمائیے اور ہمیں اونچا رکھتے غیروں کو ہم پر اونچا نہ کیجئے، اور ہمیں خوش و خرم رکھتے۔ اور ہم سے راضی ہو جائے

⑮ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (ابن ماجہ)  
 میں اللہ سے دنیا و آخرت دونوں کی عافیت (سلاح و فلاح) مانگتا ہوں۔

⑯ يَا مُغْلِبَ الْمُغْلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ (مسند رکن، ص ۱۹)  
 اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر مضبوط رکھتے۔

⑰ اللَّهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا لَا يَكُوْنُ تَدْوِيْنًا وَنَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَ مُرَافَقَةً نَّبِيْنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَعْلَى دَرَجَةِ الْجَنَّةِ الْخُلْدِ۔ (مسند رکن)

یا اللہ! میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو پلٹ نہ جائے۔ اور ایسی نعمتیں مانگتا ہوں جو ختم نہ ہوں۔ اور میرا سہ ماہی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ جنت الخلد کے اعلیٰ ترین مقام میں رفاقت چاہتا ہوں۔

⑱ اللَّهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِلْفِى

الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ يَا اللَّهُ مَا لِي سَأَلَ كَامُولِ كَامُولِ كَامُولِ  
بہتر فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھیے۔

۱۹) اللَّهُمَّ لَا تَدْعُ لَنَا دُنْيَا إِلَّا غَفَرْتَ لَنَا وَلَا تَدْعُ لَنَا آخِرَةً وَلَا  
دُنْيَا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا حَاجَةَ مِنَّا حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (البوکھاؤن)

یا اللہ ہمارا کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑ دیجئے جسکو آپ نے معاف نہ کیا ہو۔ اور نہ  
کوئی ایسی فکر جسکو آپ نے دور فرمادی ہو۔ اور نہ کوئی ایسا فرض جسکو آپ نے  
ادا نہ کر دیا ہو۔ اور نہ دنیا و آخرت کا کوئی حاجت جسکو آپ نے پوری نہ کر دی ہو  
اے سب سے بڑھ کر رحم و کرم کرنے والے۔

۲۰) اللَّهُمَّ أَعِزِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ  
(البوکھاؤن)

یا اللہ اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت کی مجھے توفیق دیجئے۔

۲۱) اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِيَّ وَانْقِلَافِ  
عُمْرِي۔ (مسند رک)

یا اللہ میرے بڑھاپے اور میری عمر کے آخری زمانے میں میرا رزق زیادہ کر دے۔

۲۲) اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي صَبُورًا وَاجْعَلْنِي شَكُورًا وَاجْعَلْنِي  
فِي عَمَلِي صَغِيرًا وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا۔

یا اللہ مجھے بڑا سبر کرنے والا اور بڑا شکر کرنے والا بنا دیجئے۔ ..... اور  
مجھکو میری نظر میں چھوٹا اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنا دیجئے کہ میں ذلیل و  
خوار نہ کہو یا جاؤں (

۲۳) اللَّهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِي فَأَحْسِنْ خُلُقِي وَأَذْهَبْ غَيْظِي

قَلْبِي وَاجْرِئْ مِن مَّضَلَّاتِ الْفِتَنِ مَا أَحْيَيْتَنَا۔ (طبرانی)

یا اللہ اپنے میری شکل و صورت اچھی بنائی ہے۔ میری سیرت (اخلاق) بھی  
اچھے کر دیجئے اور میرے دل کے کھوٹ کو دور کر دیجئے اور جتنا آپ  
زندہ رکھیں گراہ کرنے والے فتنوں سے مجھے بچائیے۔

۲۴) اللَّهُمَّ أَحْيِيْنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي وَلَوْ فَنِي إِذَا كَانَتْ  
الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي۔

(یا اللہ مجھکو زندہ رکھیے جب تک کہ میری زندگی میرے لئے بہتر اور غیر مبوء۔

اور مجھکو موت دیجئے جبکہ موت میرے لئے بہتر اور غیر مبوء (حسن حصین)

۲۵) اللَّهُمَّ الْفَعْعِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلَّمْنِي مَا يُفْعَعِي۔ (مسند رک)

یا اللہ اپنے جو بھی علم دیا ہے اُس سے (دنیا و آخرت میں) نفع عطا فرما اور  
مجھے ایسا علم عطا فرما جو مجھے نفع دیتا ہو۔

۲۶) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ وَلَا  
تَكْنِئْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةً عَيْنٍ۔ (ترمذی)

یا حئی یا قیوم آپ کی رحمت کے وسیلے سے فرما دو کہ تاہوں میرے سارے

حوال کو درست فرما دیجئے اور ایک لمحے کیلئے بھی مجھکو میرے نفس کے

حوالے نہ فرما۔

۲۷) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي  
(نسائی)

یا اللہ میرے گناہ معاف کر دیجئے اور میرے گھر میں وسعت و کشادگی فرما

اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

۲۸) اللَّهُمَّ افْتَحْ لَنَا الْبُوابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا الْبُوابَ

رَبِّكَ (ابن ماجہ)

یا اللہ میرے پرانی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور اپنے رزق کے دروازے ہمارے لئے آسان فرما دیجئے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا (طبرانی)

یا اللہ میں آپ کے پاکیزہ رزق اور کارآمد علم اور پسندیدہ عمل طلب کرتا ہوں

اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (ترمذی)

یا اللہ مجھے اپنا حلال رزق دیگر حرام روزی سے بچائیے اور اپنے فضل و کرم سے مجھ کو اپنے سوا اوروں سے بے نیاز کر دیجئے۔

اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي سَمَاعَ تَلَبِّي لِذِكْرِكَ وَأَرْزُقْنِي طَاعَتَكَ وَطَاعَةَ رَسُولِكَ وَعَمَلًا يَكْتَابُكَ (کنز العمال)

یا اللہ میرے دل کے دروازے اپنی یاد کیلئے کھول دیجئے۔ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت اور اپنی کتاب (قرآن حکیم) پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أَخْشَاكَ كَأَنِّي أَنَاكَ أَبَدًا حَتَّى أَتَقَالَكَ وَتَسْعِدَنِي بِتَقْوَاكَ وَلَا تُشَقِّقْنِي بِسَعْيِيكَ (کنز العمال)

یا اللہ مجھے ایسا کرنے کے میں آپ کے اس طرح ڈرا کروں گویا میں آپ کو ہر وقت دیکھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ میں آپ کے آملوں اور اپنی نعمت تقویٰ سے

مجھے سرفراز فرما۔ اور محروم رحمت و کرم تیری نافرمانی کی وجہ سے۔

اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ التَّفَاقُحِ وَعَمَلِي مِنَ التَّوَكُّلِ

لِسَانِي مِنَ الْكِبْدِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْخَائِنِينَ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ۔ (کنز العمال)

یا اللہ میرے دل کو نفاق سے پاک کرے اور میرے عمل کو ریاکاری سے اور میری زبان کو ہوس سے اور میری آنکھ کو خیانت سے آپ پر تو

روشن ہیں آنکھوں کی چوریوں بھی اور وہ بھی جو دل چھپائے رکھتے ہیں۔ (برسے خیالات)

اللَّهُمَّ اهْدِنِي مِنْ عِنْدِكَ وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَأَسْبِغْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ (ابن السنی)

یا اللہ مجھے اپنے فضل و کرم سے ہدایت نصیب فرما اور مجھ پر اپنا فضل و کرم جاری فرما اور اپنی رحمت کامل فرما اور اپنی برکتیں مجھ پر نازل فرما۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَوْفِيقَ أَهْلِ الْهُدَى وَأَعْمَالَ أَهْلِ الْيَقِينِ وَمَنَاصِحَ أَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزَمَ أَهْلِ الصَّبْرِ وَجَدَّ أَهْلِ الْخَشْيَةِ وَطَلَبَ أَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبَّدَ أَهْلَ الْوَرَعِ وَ

عِرْفَانَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتَّى أَتَقَالَكَ۔ (الحرب الأعظم للقاری)

یا اللہ میں آپ کے توفیق مانگتا ہوں ہدایت یافتہ لوگوں کی سی اور اعمال اہل یقین کے سے اور اخلاص اہل توبہ کا سا اور ہمت اہل صبر کی

سی اور کوشش اہل خوف کی سی اور جستجو اہل شوق کی سی اور عبادت اہل تقویٰ کی سی اور معرفت اہل علم کی سی تا آنکہ میں آپ کے لائق کروں۔

اللَّهُمَّ احْرُسْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَالنَّفْسَ الَّتِي بَرَكْنِكَ الَّتِي لَا تَرَامُ وَارْحَمْنِي بِقُدْرَتِكَ عَلَى فَلَا أَهْلِكَ وَأَنْتَ رَجَائِي فَاكُم مِنْ دَعْوَتِهِ أَعْمَتَ بِهَا عَلَى قَلِّ لَكَ بِهَا شُكْرِي وَكَمُ مِنْ

بَلِّغْهُ رَحْمَةً رَبِّكَ إِنَّهُ يَكُونُ لَكَ بِهِ حَصْبِيٌّ. فَيَأْمَنْ قَلَّ عِنْدَ رَبِّكَ  
شُكْرِي فَلَمْ يَجْعَلْ لِي وَبِئْسَ مَا يَكُونُ لَكَ عِنْدَ رَبِّكَ صَدْرِي فَلَمْ يَجْعَلْ لِي  
وَبِئْسَ مَا يَكُونُ لَكَ عَلَى الْخَطَايَا فَلَمْ يَفْضَحْ عَنِّي (کنز العمال)  
یا اللہ میری نگہبانی فرما۔ اپنی اُن عظیم آنکھوں سے جو کبھی سوتی نہیں ہیں  
اور مجھے اپنی اُس قوت کے آڑ میں لے لے جس کے پاس کوئی نہیں ہٹ سکتا اور مجھ پر اپنی اُس قدرت سے رحم فرما جو تجھ کو مجھ پر حاصل ہے  
تاکہ میں ہلاک نہ ہو جاؤں اور آپ ہی میری امید گاہ ہیں۔ کتنی ہی نعمتیں  
آپ نے مجھے عنایت کیں جن پر میرا شکر کم ہی رہا، اور کتنی آزمائشیں ایسی  
ہیں جن میں آپ نے مجھے مبتلا کیا اور میرا صبر اُن پر کم ہی رہا۔ پس اے  
وہ کریم ذات جسکی نعمتوں پر میرا شکر کم رہا پھر بھی مجھے محروم نہ کیا۔  
اور اے وہ عظیم ذات جسکی آزمائش کے وقت میرا صبر کم رہا پھر بھی  
اُس ذات نے میرا ساتھ نہ چھوڑا اور اے وہ حلیم ذات جس نے مجھے  
گناہوں میں دیکھا پھر بھی مجھے رسوا نہ کیا۔

اللَّهُمَّ أَعِزَّنِي عَلَى دِينِي بِالدُّنْيَا وَعَلَى الْآخِرَةِ بِالتَّقْوَى وَأَخْفِظْنِي  
فِي مَا غَنَيْتُ عَنْهُ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي فِي مَا خَطَرْتُكَ يَا مَنْ لَا تَنْقُصُ  
الدُّنْيَا وَلَا تَنْقُصُكَ الْمُعْذِرَةُ هَبْ لِي مَا لَا يَنْقُصُكَ وَأَغْنِنِي  
مَا لَا يَغْنُرُكَ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَكَابُ (المعراج لعظم القاری)

اے اللہ میرے دین پر میری دنیا کو مددگار بنا دے اور میری آخرت  
پر تقویٰ کو مددگار بنا دے۔ اور آپ ہی محافظ ہیں میری اُن چیزوں  
کے جو میری آنکھوں سے دور ہیں۔ اور مجھے میرے نفس کے حوالہ میں  
گمراہ چیزوں میں جو میرے پیش نظر ہیں۔

اے وہ ذات جسکو ہمارے گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور نہ اُس  
کے پاس مغفرت کوئی کمی کر سکتی ہے مجھے ایسی نعمتیں عطا فرما جو تیرے  
ہاں کمی نہیں کرتیں، اور معاف فرما اے میرے گناہ جو تجھ کو نقصان  
نہیں پہنچاتے، بیشک آپ بہت عطا کرنے والے ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ ثَوَابَ الشَّاكِرِينَ وَتَرْبَةَ الْمُتَّقِينَ وَ  
مُرَاقَبَةَ النَّبِيِّينَ وَتَقِيْنَ الصَّالِحِينَ وَذِكْرَةَ الْمُتَّقِينَ وَالْخَبَاتِ  
الْمُؤْتِينَ حَتَّى تَوْفَانِي عَلَى ذِيكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (۳۸)

(المعراج لعظم القاری)

اے اللہ میں آپ سے شکر گزاروں کا سا ثواب مانگتا ہوں، اور آپ کے  
مقرب ترین بندوں کی جنت والی مہانداری طلب کرتا ہوں، اور  
آخرت میں نبیوں کی رفاقت چاہتا ہوں اور یقین صدیقیوں جیسا اور  
تواضع اہل تقویٰ کی، اور نشوونما خضوع اہل یقین کا سا یہاں تک کہ  
آپ مجھ کو اسی حال پر موت دیدیں اے سب رحم کرنے والوں سے  
بڑھ کر رحم کرنے والے

يَا ذَا الْعَرْشِ الَّذِي لَا يَنْقُصُ أَبَدًا وَيَا ذَا الْعِلْمِ الَّذِي لَا يَنْقُصُ أَبَدًا أَسْأَلُكَ  
أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ بِكَ أَذْرَأُ فِي خَوْفِ الْأَعْدَاءِ وَالْجَبَابِرَةِ  
(کنز العمال)

اے احسان کرنے والے جسکا احسان کبھی ختم نہ ہوا اور اے ایسی نعمتوں والے جسکی  
نعمتیں کبھی شمار نہ ہو سکیں میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد  
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اولاد پر رحمت کاملہ نازل فرمائیں تیری  
ہمدی ہوئی طاقت پر دشمنوں اور زور آوروں کے مقابلہ میں مستعد ہو جاتا ہوں۔

(۴۰) اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (ترمذی دعوات ص ۱۹)  
یا اللہ ہم آپ کے اس خیر میں سے مانگتے ہیں جو آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا۔ اور اس شر سے آپ کی پناہ پکڑتے ہیں جس سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔



گزشتہ صفحات میں آپ نے دعاؤں کی اہمیت اور فضیلت کا مطالبہ کیا ہے۔ مذکورہ دعاؤں کی یہ ذاتی جامعیت اور عظمت کافی اور وافی تھی جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے، علاوہ ازیں آپ کا یہ احسان بر احسان مزید برآں ہے کہ آپ نے دعاؤں کے مقبول اوقات اور مقبول مقامات کی بھی نشاندہی فرمائی ہے یعنی دن رات کے مختلف اوقات میں بعض ساعات ایسی بھی ہیں جن میں دعا قبول کر لے جائیگا تذکرہ ملتا ہے اسی طرح زمین کے بعض خطے ایسے بھی ہیں جہاں دعا کرنے پر قبولیت کا اعلان کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے یہ ایسی پوشیدہ حقیقتیں تھیں جو صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہو سکتی ہیں حضرت خاتم النبیین پر ہزار ہا ہزار درود و سلام ہوں۔ آپ نے امت کو وہ سب کچھ پہنچا دیا جو آپ پر نازل ہوا ہے۔ محدثین کرام پر سینکڑوں رحمتیں ہوں جنہوں نے احادیث رسول کے ذخیرے سے چن چن کر ایک ایک حقیقت کتابوں میں جمع کر دی ہیں دعاؤں کے وہ مقبول اوقات حسب ذیل ہیں۔

### دعاؤں کی قبولیت کے اوقات

- شب قدر جس کی حقیقی تعیین اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، محدثین کرام رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) میں کوئی ایک شب قرار دیتے ہیں، اہل تحقیق علماء کا زیادہ گمان تائیسویں شب کے بارے میں ہے۔
- عرفہ کا پورا دن (روزہ الحج)



○ رمضان المبارک کا پورا مہینہ

○ جمعہ کی رات (جمعرات و جمعہ کی درمیانی رات)

○ جمعہ کا پورا دن (خاص طور پر عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک)

○ جمعہ کے دن ایک مخصوص ساعت (جس کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے)

○ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

○ ارشاد فرمایا وہ مقبول ساعت خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے بعد نماز

○ ختم ہونے کے درمیان ہے (صحیح مسلم)

○ ہر رات کا آخری حصہ (تہجد کا وقت)

○ ہر نماز کی اذان کے وقت اسی طرح نماز کی اقامت کے وقت۔

○ اذان اور اقامت کا درمیانی وقت

○ حَتَّىٰ عَلَى الصَّلَاةِ، حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد (خاص طور پر مصیبت اور

○ سختی کی حالت میں اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

○ جہاں میں صفت بندی کے وقت۔

○ فرض نمازوں کے بعد۔

○ سجدے کی حالت میں۔

○ ختم قرآن کے بعد۔

○ زمزم کا پانی پینے کے بعد (خاص طور پر زمزم کے کنوئیں کے قریب)

○ مرنے والے کی جاں کنی کے وقت (سکرات کی حالت کے وقت)

○ مَرُغ کے بانگ دیتے وقت۔

○ امام کے قَوْلِ الصَّلَاةِ کہنے کے بعد۔

○ میت کی آنکھیں بند کرتے وقت۔

○ بارش برسنے کے وقت (امام شافعیؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب الام میں

○ ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں میں نے بہت سے محدثین سے

○ یہ حدیث سنی ہے کہ بارش برسنے کے وقت اور نماز کی اقامت کے

○ وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (الاذکار، نووی)

○ خانہ کعبہ پر نظر پڑتے وقت دعا قبول ہوتی ہے

○ سورۃ النعام کی آیت ۱۲۳ پر جب تلاوت پہنچے تو اس آیت میں

○ لفظ اللہ دو جگہ ایک ساتھ آیا ہے، ان دونوں کے درمیان میں دُعا

○ کرنے پر دعا قبول ہوتی ہے۔

○ وہ آیت یہ ہے۔

○ حَتَّىٰ تَوْتِيَ مَثَلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ

○ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ

○ امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے علمائے کرام نے بیان کیا ہے کہ

○ ان دونوں اسم اللہ کے درمیان دعا کی قبولیت کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔

○ حافظ الحدیث امام عبدالرزاقؒ نے بھی اس مقام پر قبولیت دعا کی تصریح کی ہے

○ (الاذکار، نووی)

## ○ دعاؤں کی قبولیت کے مقامات

○ امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ نے اہل مکہ کے تمام جو

○ اپنا مشہور زمانہ خط لکھا تھا اس میں مکہ مکرمہ کے وہ پندرہ مقامات کے نام

○ موجود ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ (الاذکار، نووی)

○ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت (مطاف کے اندر)

تعداد	رقم	نام کتاب	تعداد	رقم	نام کتاب
۵۰	۱۰۰	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی	۵۰	۱۰۰	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی
۱۰۰	۱۰۰	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی	۱۰۰	۱۰۰	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی
۲۵	۲۵	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی	۲۵	۲۵	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی
۱۵	۱۰۰	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی	۱۰۰	۱۰۰	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی
۱۵	۵	مسلمان خاندان	۵	۱۶۰	تفسیر و تفسیر حقیقی
۱۵	۳۰	مسلمان بیری	۳۰	۱۶۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵	۱۰۰	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی	۱۰۰	۱۶۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	۱۶۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵	۴۵	تفسیر قرآن مجید	۴۵	۱۶۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵	۲۵	قرآن مجید تفسیر میں جہاں کی	۲۵	۱۶۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۰	۱۲	کلمات شیخ ابن	۱۲	۱۶۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	۲۲۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲	۴۵	تفسیر قرآن مجید	۴۵	۱۲۰۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵	۸۰	تفسیر قرآن مجید	۸۰	۴۰۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵۵	۴۵	تفسیر قرآن مجید	۴۵	۲۵۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۸	۸۰	تفسیر قرآن مجید	۸۰	۲۵۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵۲	۶۰	تفسیر قرآن مجید	۶۰	۲۵۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵	۶۰	تفسیر قرآن مجید	۶۰	۱۸۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۹۰	۱۵	تفسیر قرآن مجید	۱۵	۲۵۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۴۰	۲۰	تفسیر قرآن مجید	۲۰	۱۲۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵۰	۲۰	تفسیر قرآن مجید	۲۰	۴۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵۰	۲۵	تفسیر قرآن مجید	۲۵	۴۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۰	۲۰	تفسیر قرآن مجید	۲۰	۱۰۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۰	۲۰	تفسیر قرآن مجید	۲۰	۲۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵	۱۰	تفسیر قرآن مجید	۱۰	۱۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵۰	۵۰	تفسیر قرآن مجید	۵۰	۲۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵	۲۰	تفسیر قرآن مجید	۲۰	۱۵	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵	۱۵	تفسیر قرآن مجید	۱۵	۱۱۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳۰	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	۱۲	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳۰	۱۲	تفسیر قرآن مجید	۱۲	۱۲۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵	۸	تفسیر قرآن مجید	۸	۳۰۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۰	۲۵	تفسیر قرآن مجید	۲۵	۲۵۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵	۵۰	تفسیر قرآن مجید	۵۰	۱۲۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۰	۸	تفسیر قرآن مجید	۸	۱۰۰	سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لترم کے پاس (یعنی خانہ کعبہ کا دروازہ اور حجر اسود کا درمیانی حصہ)  
میزان رحمت کے نیچے (خانہ کعبہ کی چھت کا پیرنالہ)  
خانہ کعبہ کے اندر۔

زمزم کے کنویں کے پاس۔  
صفا پہاڑی پر  
مروہ پہاڑی پر  
مسحی (صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ (میلین اخضرین)  
مقام ابراہیم کے پیچھے۔

میدان عرفات میں (خاص طور پر جبل رحمت کے قریب)  
مزولفہ میں خاص طور پر مسجد مشعر الحرام کے اندر  
قیام منی کے دنوں میں (حج کے ایام منی)  
جرمہ اولی (چھوٹا شیطان)  
جرمہ وسطی (منجھلا شیطان)  
جرمہ عقبی (بڑا شیطان)

میدان منی میں یہ تین مقام ہیں جہاں حجاج کرام ان تینوں مقامات  
پر کنکری مار تے ہیں اسکے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا کرتے ہیں۔  
یہ وہ پندرہ مقامات ہیں جہاں دعائیں خصوصیت کے ساتھ قبول  
ہوتی ہیں۔

محمد عبدالرحمن حیدر آبادی  
استاذ حدیث و تفسیر نامہ اول مجلس علمیہ حیدر آباد  
حال مقیم جدہ (سعودی عرب)

# آہ! حقانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شرک، بدعت اور غیر اسلامی رسوم اور غیر مقلدیت کی جڑیں کاٹ دینے والی شخصیت اللہ کو پیاری ہو گئی۔  
مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۲ مئی ۲۰۰۳ء بروز جمعہ عصر کے وقت تقریباً ۹۰ برس کی عمر میں اپنے آبائی وطن وانکانیر ضلع راجکوٹ گجرات میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور تدفین آبائی وطن میں عمل میں آئی۔

## حضرت مولانا محمد پالن حقانی صاحب کی تصنیفات

جس کا ہر ایک مدرس، مقرر، طالب علم اور لائبریری میں ہونا ضروری ہے

- ۱۔ شریعت یا جہالت اضافہ شدہ جس کا تھنالی نے بہت مقبولیت منظر آئی ہے۔ اس کتاب میں غلط عقائد کی وضاحت کی گئی ہے شرک، بدعت کی تردید کر کے توحید و ملت کو اچھی طرح واضح کیا ہے اور قرآن و حدیث کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۸۳۸ روپے
- ۲۔ حقانی صاحب کی تقریریں اور نصیحت آموز لکھنے مکمل دو جلد ان دونوں جلدوں میں ایک سو چالیس لکھنے صحیحیت کے بیان کے لئے ہیں اور اس کے علاوہ حقانی صاحب کے دیکھنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ اور تمام باتوں کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے۔ قیمت اول ۱۴۰ روپے
- ۳۔ قرآن و حدیث اور مسلک اہل حدیث مکمل تین جلد۔ ان تین جلدوں میں اہل حدیث صاحبان کو سمجھایا گیا ہے یہ جلدیں اختلائی مسائل پر لکھی گئی ہیں۔ اور فضائل و اہل حدیث پر مشتمل ہوئی ہیں۔ قیمت ۲۹۰ روپے
- ۴۔ حق اور باطل کی جنگ مکمل ایک جلد پہلے حصے میں حضرت موسیٰ کی جنگ فرعون سے شروع ہوئی ہے اور دوسرے حصے میں اپنے امتوں سے۔ جس کو دونوں حصوں میں نہایت ہی مفصل اعجاز میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰۰ روپے
- ۵۔ انگوٹھی خطرے سے خالی نہیں یہ کتاب ان تین نمونوں پر مشتمل ہے۔ (الف) انگوٹھی خطرے سے خالی نہیں۔ (ب) کراتوں میں رکاوٹ۔ (ج) دین کے دائی کو چمکانے کے اسباب۔ یہ کتاب بھی نہایت آسان مفید اور جامع ہے۔ حد درجہ کی امید ہے۔ قیمت ۵ روپے
- ۶۔ تین جہانیں جنت میں جا سکتی اور جہنم میں جا سکتی ہیں۔ جنت کا جنت میں داخلہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اہل حدیث کے بارے میں قرآن و حدیث سے حق و باطل کا فیصلہ۔ قیمت ۱۰۰ روپے
- ۷۔ خد میں اٹھیں سے آگے روز غیر مقلدیت رہنمائی اہم کتاب۔ قیمت ۱۰۰ روپے
- ۸۔ عبادت کر رب کی، اتباع کر رسول کی شرک و بدعت کی روشنی میں قرآن و حدیث کی روشنی میں۔ قیمت ۳۰ روپے
- ۹۔ نفیس و سلا امت کے لئے حقانی صاحب کی فتویٰ کا بہترین تحفہ۔ قیمت ۲۰ روپے
- ۱۰۔ سوانح حضرت مولانا محمد پالن حقانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کوشش پبلیکیشنز  
روانی بکس

Phone: 23210118  
55392774  
Fax: 23982786

ذریعہ